فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبکم

من تصنیف فاضل اجل عالم اکمل حضرت مولانا شیخ [illegible]

# ارشاد رحیمیہ

ملحق

# حضرات نقشبندیہ

رسالہ

# حضرت خواجہ باقی باللہ

[illegible] عفی عنہ [illegible] فی سنہ ۱۳۲۱ ہجری

در مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی مطبوع گردید ۱۹۰۳

بسم الله الرحمن الرحيم

کما هو به حقیق و الصلوٰة
السلام علی رسوله محمد الشفیق
قد ... و علی آله و اصحابه
حض... هو فی بحر التوحید
...عز انه الدرر من لجة
...یت اما بعد می گوید قلیل البضاعت
...سد الضاعت الراجی من الله الکریم محمد
...د الرحیم بن وجیه الدین الاویسی نقشبندی
...غفر الله له و لوالدیه و لاستاذه و مرشدیه
...درین اوراق کلماتے چند که سالک این
...یقه شریفه علیه را وقوف بر وے لازم ست
...ن کنم شاید که اہل دولتی را بہرہ ازین
...حاصل شود بحکم الدال علی الخیر کفاعله
...بسر بدین نعمت عظمیٰ واصل شود

بسم الله الرحمن الرحيم

سب تعریف وثنا اللہ جل شانہ کی ہے واسطے ہے
جیسی چاہئے۔ اور صلوٰۃ و سلام اسکے رسول حضرت
محمد رسول اللہ پر جیسا اونکے لائق ہے صلے اللہ علیہ و آلہ
واصحابہ اجمعین اور انکے آل واصحاب پر جنہون نے
دریاے توحید مین غوطے لگائے اور اچھے گوہر بے بہا نہ سے
نکالے اسکے بعد کہتا ہے کم ہنر و کم سرمایہ امیدوار رحمت کریم
محمد عبد الرحیم بن وجیہ الدین اویسی النقشبندی اللہم
مغفرت کرے اوسکی اور اوسکی والدین اور استادون
اور مرشدون کی کہ ان اوراق مین ایسے چند کلمے
جنسے واقف ہونا اس عالی طریقہ شریفہ کے سالک کو
لازم ہے بیان کرتا ہون شاید کسی خوش نصیب کو
اُنسے فائدہ ہو حدیث شریف مین آیا ہے الدال علی
الخیر کفاعلہ یعنے نیک رستہ بتانیوالا ایسا ہے جیسا وہ نیکی
کرنیوالا یعنے دونو کو ثواب برابر ہے تو اس فقیر کو بیشک [illegible] حاصل ہو

**شعر**

بااینہمہ بیحاصلی و ہیچ کسی | در ماندہ بنارسائی بوالہوسی
دادیم نشان گنج مقصود ترا | گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

واللہ الموفق بطریق السداد

## فصل ۳

بدان اَیدَکَ اللہُ تعالےٰ عَلَیکَ وَاَبقَاکَ بدانکہ طریقہ بزرگوار قطب الاقطاب حضرت خواجہ بہاؤالحق والشرع والدین المعروف بہ نقشبند و خلفاء ایشان قدس اللہ تعالےٰ ارواحہم - بعد از تصحیح عقیدہ اہل سنت و جماعت و اتیان اعمال صالحہ و اتباع سُنن ماثورہ و اقتفا بسلف صالح رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین و عزیمت در عمل و اجتناب از محظورات و مکروہات دوام عبودیت ست یعنے دوام حضور با حق سبحانہ و تعالےٰ ست بے مزاحمت شعور بغیر بلکہ از شعور این شعور نیز علے مرور الاوقات من غیر فترت و تشتت عزیمہ و این سعادت عظمےٰ و نعمت ابقےٰ بے جذبۂ آلہی کہ جذبۃ من جذبات الحق خیر من عبادۃ الثقلین میسر نیست و موثر ترین اسباب حصول این جذبہ صحبت برگزیدہ کہ سلوک وے بطریق جذبہ باشد و مشرف بہ تجلی ذاتی شدہ باشد نیست و صحبت مع الشرائط

**ترجمہ** یعنے باوجودیکہ میںنے کچھہ حاصل نہ کیا اور کسی لایق نہوا - اور تہک گیا نہ پہنچ سکا تجھکو گنج مقصود کا پتا دیدیا ہے کہ اگر ہم نہیں پہنچے شاید تو پہنچ جائے (اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے راہ راست کی)

## فصل ۳

جان (اللہ تیری خودی کو فنا کرے اور بقا باللہ کا درجہ دے) کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ بہاؤالحق والشرع والدین نقشبند اور اون کے خلفاء قدس اللہ تعالےٰ ارواحہم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تو اہل سنت و جماعت کا عقیدہ درست کرے اور نیک عمل کرے اور اتباع سنت اور سلف صالح رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین کی پیروی کرے اور عمل میں عزیمت اختیار کرے اور جو باتیں منع اور مکروہ ہیں اون سے بچے ان سب باتوں کے بعد دوام عبودیت ہے یعنے دوام حضور حق سبحانہ سے ایسی طرح کہ شعور غیر کچھ اوسمیں مزاحمت نکرے بلکہ اس شعور کا شعور بھی مزاحمت نکرے ہر وقت بے پریشانی اور بے پراگندگی کے حق سبحانہ کے ساتھہ دوام حضور ہے اور یہ سعادت عظمیٰ اور نعمت البقیٰ بے جذبۂ آلہی کے میسر نہیں وہ جو کہا ہے (اللہ کے جذبوں میں سے ایک جذبہ دونوجہاں کی عبادت سے بہتر ہے) وہ یہی جذبہ ہے اور اس جذبہ کے حصول کو سب سے موثر ایسے بزرگ کی صحبت ہے جسکا سلوک بطریق جذبہ کے ہوا اور تجلی ذاتی سے مشرف ہوا ہو اس سے زیادہ کوئی سبب موثر نہیں اور اوس بزرگ کی صحبت جب اثر کرتی ہے کہ شرطوں + + +

والآداب موثرست والا بسا کس سالہا در صحبت
اولیا با حسن عقیدہ ماندہ اند و اثر کمال
ظاہر نشدہ و از سبب ترک ادبے از
اعلی علیین در اسفل السافلین افتادہ
چنانچہ در سنۃ اللہ تولد و تناسل صوری
بے پدر و مادر متعذر۔ تولد معنوی بے مرشد
متعسر قال الشیخ ابو علی الدقاق قدس
سرہ الشجرۃ التی تنبت بنفسہا لا ثمر
لہا و ان کان لہا ثمر یکون بغیر
لذۃ و این فقیر را بظاہر وصلت بہ تلقین
و اجازت از شیخ علی التحقیق بالاقتدا
حقیق جامع مظہرات السبحان حافظ
کلام الرحمن خواجہ سید عبد اللہ ست
قدس سرہ و ایشان را از شیخ المشایخ
حضرت شیخ آدم بنوری ست و ایشان
را از مرشد زمانہ و شیخ یگانہ مجدد
الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی
کابلی ست و ایشان را از ناشر
طریقہ علیہ در بلاد ہند حضرت خواجہ
محمد باقی ست و ایشان را از حضرت
خواجہ امکنکی ست و ایشان را از
مولانا درویش محمد ست و ایشان
را از مولانا محمد زاہد ست و ایشان
را از قدوۃ الابرار خواجہ عبید اللہ
احرار ست و ایشان را از شیخ الشیوخ

اور آداب کے ساتھ ہوا ورنہیں تو بہتیری
لوگ اولیا کی صحبت مین عقیدہ کے ساتھ برسون
رہے ہین اور کچھ کمال کا اثر ظاہر نہین ہوا اور
بسبب ایک ادب کے ترک کرنے کے اعلی
علیین سے اسفل السافلین مین جا گرے ہیں جیسے
سنت الٰہی یون ہے کہ فرزند ظاہری بے
مان اور باپ کے پیدا نہین ہوتا
اسی طور اولاد معنوی بے مرشد کے دشوار
ہے (حضرت ابو علی دقاق قدس سرہ فرماتے
ہین۔ یعنے جو درخت خود بخود اُگ گئے۔ اُس مین
میوہ نہین ہوتا اور جو ہوتا ہے تو اُس مین
لذت نہین ہوتی) اور اس فقیر کو ظاہر مین
وصل تلقین اور اجازت کا اُن سے ہے جو
تحقیق شیخ ہین۔ اور اقتدا کے لایق ہین جامع
ہین مظہرات سبحان کے اور حافظ کلام رحمن
کے وہ حضرت سید عبد اللہ قدس سرہ ہین
اور اون کو شیخ المشایخ حضرت آدم بنوری
سے ہے۔ اور اُن کو مرشد زمانہ و شیخ یگانہ مجدد
الف ثانی حضرت شیخ احمد کابلی سرہندی سے
ہے اور اونکو جو ناشر (یعنی پھیلانے والے) طریقہ علیہ
نقشبندیہ ہندوستان مین حضرت خواجہ محمد باقی اُن سے ہے اور
اُنکو حضرت خواجہ امکنکی سے اور اونکو مولانا درویش
محمد سے اور اونکو مولانا محمد زاہد سے، اور اونکو قدوۃ
الابرار زبدۃ الاحرار عارف باللہ حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار سے، اور اون کو شیخ الشیوخ

جامع المعقول والمنقول صاحب العلم
والعمل مولانا یعقوب چرخی وایشان را
از قطب الاقطاب سلطان العارفین
صاحب الطریقة خواجه بهاؤ الحق والدین
المعروف بنقشبند وایشان را در طریق نظر
قبول بفرزندی از شیخ طریقة خواجه محمد
باباسماسی ست اما نسبت تربیت حضرت
خواجه قدس سره بحقیقت از روحانیة
حضرت خواجه بزرگ خواجه عبدالخالق غجدوانی
ست و نسبت ارادة و صحبت و تعلیم
باداب و سلوک و تلقین ذکر حضرت خواجه
را از حضرت امیر سید کلال ست و ایشان
را از خواجه محمد باباسماسی ست و
ایشان را از خواجه علی رامیتنی و ایشان را
از خواجه محمود الخیر فغنوی و ایشان را از
خواجه عارف ریوگری و ایشان را از
خواجه عبدالخالق غجدوانی که سر حلقهٔ
خواجگانند و ایشان را از خواجه امام
ربانی ابو یعقوب یوسف بن ایوب همدانی
و ایشان را از خواجه علی فارمیدی طوسی
ست که از کبار مشائخ خراسانند و حجة
الاسلام امام محمد غزالی را تربیت در
علم باطن از ایشان ست و ایشان را
از شیخ ابوالقاسم گرگانی و شیخ ابوالقاسم را
انتساب در علم باطن بدو جانب ست

جامع معقول اور منقول صاحب العلم والعمل
مولانا یعقوب چرخی ہے اور اونکو قطب
الاقطاب سلطان العارفین صاحب الطریقة
خواجه بہاؤ الحق والدین المعروف بنقشبند
اور اونکو نظر قبول بفرزندی شیخ طریقت
خواجه محمد باباسماسی سے ہے مگر تربیت کی نسبت
حقیقت میں روحانیت سے ہے حضرت خواجه
بزرگ خواجه عبدالخالق غجدوانی سے ہے۔
اور نسبت ارادت اور صحبت اور سلوک
اور تلقین ذکر کی حضرت امیر سید کلال
سے ہے۔ اور اون کو خواجه محمد باباسماسی
سے۔ اور ان کو خواجه علی رامیتنی سے
اور اون کو خواجه محمود الخیر فغنوی سے
اور اون کو خواجه عارف ریوگری سے
اور اون کو خواجه عبدالخالق غجدوانی
سے جو سر حلقهٔ خواجگان ہین اور اون
کو خواجه امام ربانی ابو یعقوب یوسف
بن ایوب ہمدانی سے۔ اور اون کو خواجه
علی فارمیدی طوسی سے جو خراسان
کے بڑے مشائخون مین ہین۔ اور حجت
الاسلام امام محمد غزالی کو تربیت
علم باطن انہین سے ہے۔ اور
اون کو شیخ ابوالقاسم گرگانی سے
اور شیخ ابوالقاسم کو علم باطن
مین نسبت دو جانب سے ہے

یکے شیخ ابو الحسن خرقانی دوسے را
بشیخ ابو یزید بسطامی ست وولادۂ شیخ
ابو الحسن بعد از وفات شیخ ابو یزید ست
بمدتے وتربیت شیخ ابو یزید وسے را
بحسب باطن وروحانیت بودہ است
نہ بظاہر وصورت ونسبت ارادۂ
شیخ ابو یزید بحضرت امام جعفر صادق
ست رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبنقل
صحیح ثابت شدہ است کہ ولادۂ
شیخ ابو یزید نیز بعد از وفات حضرت
امام ست وتربیت حضرت امام ویرا
بحسب معنے وروحانیت بودہ است
نہ بحسب ظاہر وصورت وحضرت امام
جعفر صادق را رضی اللہ تعالیٰ عنہ
چنانچہ شیخ ابو طالب مکی قدس سرہ
در قوت القلوب آوردہ دو نسبت
ثابت است یکے بوالد بزرگوار خود
امام محمد باقر وایشان را بوالد
بزرگوار خود امام زین العابدین
علی بن الحسین ست وایشان را بوالد
بزرگوار خود امام حسین وایشان را
بوالد بزرگوار امیر المومنین علے
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و
ایشان را بحضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ومشائخ طریقہ قدس سرہ سلسلۂ نسبت

ایک تو شیخ ابو الحسن خرقانی سے۔ اور شیخ
ابو الحسن خرقانی کو ابو یزید بسطامی سے
اور شیخ ابو الحسن کی ولادت شیخ ابو یزید
سے مدّت کے بعد ہے۔ اور تربیت شیخ ابو
یزید کی اون کو بحسب باطن اور روحانیت
سے ہے۔ ظاہر مین نہین ہے۔ اور نسبت
ارادۂ شیخ ابو یزید کی حضرت امام جعفر
صادق سے ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
صحیح نقل سے ثابت ہوا ہے کہ ولادۂ
شیخ ابو یزید کی بھی بعد وفات حضرت
امام جعفر صادق کے ہے۔ اور تربیت
حضرت امام کی شیخ ابو یزید کو بحسب معنے
اور روحانیت کے ہے۔ بحسب ظاہر نہین
ہے۔ اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو بموجب لکھنے شیخ ابو طالب مکی
قدس سرہٗ کے جو قوت القلوب مین لکھا
ہے۔ دو نسبت ثابت ہین۔ ایک تو اپنے
والد بزرگوار امام محمد باقر سے۔ اور اون
کو اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین
علی بن الحسین سے۔ اور ان کو اپنے والد
بزرگوار امام حسین سے۔ اور اون کو اپنے
والد بزرگوار امیر المومنین علے رضوان
اللہ علیہم اجمعین سے۔ اور اون کو
حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
اور مشائخ طریقت قدس سرہ سلسلہ نسبت

ائمہ اہلبیت را رضی اللہ تعالیٰ عنہم از
جہتہ نفاست و عزت و شرفے کہ دارد
سلسلۃ الذہب نام کردہ اند و نسبت دیگر
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ از حضرت امام قاسم ابن محمد ابن سیدنا
ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ پدر مادر
حضرت امام ست و از فقہائے سبعہ بودہ
است و بے نظیر زمان خود در علم ظاہر و
باطن و وے را نسبت ارادۃ باطن بسلمان
فارسی ست رضی اللہ تعالیٰ عنہ و وے را
باوجود شرف صحبت حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نسبت باطن بہ
امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ
عنہ نیز بودہ است بعد از انتساب بحضرت رسالت
پناہ صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت امام مقتدا خواجہ
محمد پارسا قدس سرہ در رسالہ قدسیہ نوشتہ اند
اہل تحقیق برآنند کہ امیر المومنین علی کرم اللہ
وجہہ بعد از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم از ان خلفا کہ برا امیر المومنین علی
مقدم بودہ اند ہم نسبت باطن تربیت یافتہ اند
و شیخ ابو طالب مکی قدس روحہ در قوت
القلوب فرمودہ اند کہ قطب الزمان
در ہر عصرے الے یوم القیامۃ در مرتبہ
و مقام نائب مناب امیر المومنین
ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ است

اہلبیت رضی اللہ عنہم کو بسبب نفاست اور
اور عزت و شرف کے جو اون کو حاصل ہے
سلسلۃ الذہب کہتے ہین اور دوسرے
نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو اپنے نانا صاحب حضرت امام قاسم
ابن محمد ابن امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جو ساتوین فقہا مین
سے ہین اور اپنے زمانہ کے بے نظیر ہین علم
ظاہر و علم باطن مین۔ اور اون کو نسبت باطن
سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اور
اون کو باوجود شرف صحبت حضرت رسالت
پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے باطن کی نسبت
امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی
اللہ تعالےٰ عنہ سے بہی ہے بعد نسبت حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اور
حضرت امام مقتدا خواجہ محمد پارسا قدس
سرہ نے رسالہ قدسیہ مین لکہا ہے
کہ اہل تحقیق کے نزدیک حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے بعد اون خلفا سے
جو آپ سے پہلے خلیفہ ہو گئے ہین نسبت
باطن کی تربیت پائی ہے اور شیخ ابو طالب
مکی قدس سرہ نے قوت القلوب مین فرمایا ہے کہ
قطب زمان ہر زمانہ مین قیامت تک مرتبہ و مقام
مین نائب مناب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق کا ہے

وآن سہ دیگر اوتاد کہ فروتر از قطب اند
نائب مناب آن سہ خلیفہ دیگر اند کہ
امیر المومنین عمر و امیر المومنین عثمان و
امیر المومنین علی اند رضی اللہ تعالےٰ
عنہم و شش دیگر از صدیقان نائب مناب
شش دیگر از عشرہ مبشرہ رضوان اللہ
تعالےٰ علیہم اجمعین و نسبت دیگر شیخ
ابو القاسم گرگانی در ارادت باطن
بہ شیخ ابو عثمان مغربی و وے را با بو علی
کاتب و وے را با بو علی رودبارے
و وے را بہ جنید بغدادی و وے را
بسری سقطی و وے را بمعروف کرخی و
شیخ معروف را دو نسبت واقع ست
یکے بداود طائی و وے را بحبیب عجمی
و وے را بحسن بصری و وے را بامیر المومنین
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ایشان را بحضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر شیخ
معروف را نسبت ارادت بحضرت امام علی
موسے رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ است و این
را بوالد بزرگوار خود امام موسی کاظم رضی
اللہ تعالیٰ عنہ ایشان را بوالد بزرگوار خود
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الیٰ
آخر النسبۃ کما مر از بیان سلسلہ این مشائخ
قدس اللہ اسرارہم معلوم میگردد
اکثر مشائخ این طریقہ کہ در سلسلہ

اور وہ تین اوتاد جو قطب زمان سے
نیچے ہیں۔ وہ نائب مناب اُن تین خلیفوں
کے ہیں یعنے امیر المومنین حضرت عمر اور
امیر المومنین حضرت عثمان اور امیر المومنین
حضرت علی کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور
چھہ صدیق نائب مناب اون باقی چھہ
عشرہ مبشرہ کے ہیں رضوان اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین اور دوسری نسبت ارادت
باطنی میں شیخ ابو القاسم گرگانی کی شیخ ابو
عثمان مغربی سے۔ اور اون کو ابو علی کاتب
سے اور اون کو ابو علی رودباری سے اور
اون کو جنید بغدادی سے اور اون کو سری
سقطی سے اور اون کو معروف کرخی سے۔
اور شیخ معروف کرخی کو دو طرف سے ہے ایک
تو داؤد طائی سے۔ اور اون کو حبیب عجمی سے
اور اون کو حسن بصری سے اور اونکو امیر المومنین
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور انکو حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور دوسری نسبت شیخ معروف
کرخی کو حضرت امام علی موسیٰ رضا سے ہے اور اونکو اپنے
والد بزرگوار امام موسےٰ کاظم سے۔ اور
اون کو اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انتہا تک جیسے اوپر
بیان کیا ہے۔ ان مشائخ قدس اللہ اسرارہم
کے سلسلہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے
کہ اس طریقہ کے اکثر مشائخ۔

مذکور نداویسی بوده اند و معنی اویسی آنست
که حضرت شیخ طریقت شیخ فرید الدین
عطار قدس الله سره گفته اند قومے از
اولیاء الله باشند که ایشان را مشائخ طریقة
وکبرا حقیقت اویسیان نامند و ایشان را
در ظاهر حاجت به پیری نبود زیرا که
ایشان را حضرت نبوت صلی الله علیه وسلم
یا روح ولی از اولیاء حق در حجر عنایت
خود پرورش میدهد بے واسطہ غیرہ چنانچہ
اویس را داد رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وسلم و این مرتبہ عالی تا ہر کرا خواہند ذلک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و بسیارے از
مشائخ طریقت را در آوان سلوک توجہ
باین مقام بودہ است چنانکہ شیخ ابوالقاسم
گرگانی طوسی کہ سلسلہ شیخ ابوالجناب
نجم الدین کبرے بایشان می پیوندد و
شیخ ابوسعید ابوالخیر و شیخ ابوالحسن
خرقانی و غیرہم و اویسی را در سلوک و
وصول بفیض ربانی و تجلیات رحمانی
ارواح مقدسہ وسائط مے باشند اما
در طریق جذبہ کہ طریق وجہ خاص
ست ہیچ واسطہ در میان نبود۔

اویسی ہوئے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں اور
اویسی کے یہ معنے ہیں کہ حضرت شیخ طریقت شیخ
فرید الدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اولیا
اللہ میں ایک ایسے اولیا ہیں کہ اونکو مشائخ طریقہ
اور کبرا حقیقت اویسی کہتے ہیں اون کو ظاہر
میں پیر کی حاجت نہیں ہوتی کہ اون کو حضرت
نبوت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اور کسی ولی کی
روح اولیا اللہ میں سے اپنے آغوش عنایت
میں پرورش کرتی ہے بلے واسطے اور
وسیلہ کسی اور کے جیسے حضرت اویس قرنی کو
حضرت رسالت پناہ نے کی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم اور یہ بلند مرتبہ جسکو خدا چاہے دیوے ذلک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ اور اکثر مشائخ طریقت
کو زمانہ سلوک میں اس مقام کی طرف توجہ ہوئی
ہے جیسے شیخ ابو القاسم گرگانی طوسی کو کہ سلسلہ
شیخ ابو الجناب نجم الدین کبرے کا اون سے جا ملتا ہے
اور شیخ ابوسعید ابو الخیر۔ اور شیخ ابو الحسن خرقانی
اور اون کے سوا اور بھی۔ اور اویسی کو سلوک میں
وصول فیض ربانی اور تجلیات رحمانی کا جو
ہوتا ہے اوس میں ارواح مقدسہ واسطہ
ہوتے ہیں۔ لیکن جذبہ کے طریق میں کہ وہ
ایک طریق وجہ خاص ہے کوئی واسطہ درمیان نہیں ہوتا

## فصل ۳

بدان انالک اللہ تعالی عنک وابقاک بہ

## فصل ۳

جان اے سالک اللہ تعالی تجھے ...

معارج نهایات الکمالات که طریقه سلوک و
وصول این طائفه بر سه گونه است اوّل طریقه
ذکر است و چون ذکر از روی لفظ و نطق
کونی است و از روی مدلول ربانی
پس برزخ است میان خلق و حق و بسبب
ذکر نوع ارتباط حاصل خواهد شد که آن
علم لدنی است خارج است از تعلیم و تعلم
و ذکر اسم ذات و نفی و اثبات بمنزله هجا
است مر طفل را که هرگز بی هجا ملکه قرائت
حاصل نشود و مشایخ طریقت قدس الله
ارواحهم از جمله اذکار ذکر لا اله الا الله را
اختیار کرده اند و حدیث نبوی چنین
وارد است که افضل الذکر لا اله الا الله
و حجب روندگان نتیجه نسیان است و حقیقت
حجاب انتقاش صور کونیه است در دل
و درین انتقاش نفی حق و اثبات
غیر است پس خلاص از شرک خفی جز
بملازمت و مداومت بر معنی این کلمه
که نفی ما سوای حق و اثبات حق سبحانه
تعالی است حاصل نیاید. طریق ذکر
آن است لب بر لب زبان بکام چسپاند
و نفس را در درون حبس کند چنان که بسیار
تنگ شود و حقیقت دل که عبارت
از ان لطیفه دراکه است که در طرفة العین
او را سیر آسمان فوق و در تمام عالم سیر کردن میسر است

نہایات کمال کے معراج عطا کرے کہ سلوک اور
وصول کا طریقہ ان بزرگون کا تین طرح
ہے اوّل تو ذکر کا طریقہ ہے اور جبکہ ذکر از روے
لفظ و نطق کے کونی ہے یعنے اس موجودات
مین سے ہے اور از روے معنے کے ربانی ہے تو یہ برزخ
ہے یعنے بیچ مین ہے خلقت اور اللہ تعالی کی اور ذکر
کی سبب سے ایک پیار ارتباط حاصل ہوگا کہ وہ علم لدنی ہے
جو سیکھنے اور سکھانے سے نہین آتا اور ذکر اسم
ذات کا اور ذکر نفی و اثبات کا بمنزلہ ہجون
کے ہے جیسے پہلے بچے جب تک ہجے نکرین پڑھنا
نہین آتا اور مشایخ طریقت قدس اللہ ارواحہم نے
سب ذکرون مین ذکر لا الہ الا اللہ کو اختیار کیا ہے اور حدیث
شریف مین یون آیا ہے کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ یعنے
افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سالکون کا حجاب نسیان
کا نتیجہ ہے اور حجاب کیا چیز ہے یہ ہے کہ موجودات کے
صورتین دل مین نقش ہون اور جب دل مین موجودات
کے صورتین نقش ہوئین تو حق کی نفی اور غیر کا اثبات
ہوا تو خلاص شرک خفی سے جبھی ہوتا ہے کہ اس
کلمہ کے معنے پر ہمیشہ رہے اور لازم کر لے کہ اس کلمہ
مین حق کا اثبات اور غیر کی نفی ہے. طریقہ ذکر کا یہ
ہے کہ لب کو لب پر زبان تالو سے لگا لے اور دم
کو روکے. مگر اس قدر کہ بہت تنگ نہ ہو جاوے
اور دل کی حقیقت کو کہ ایک لطیفہ دراکہ ہے
ایسا کہ پلک مارتے مین آسمان پر پہنچ جاوے
اور تمام عالم مین پھر آوے

از ہمہ اندیشہا خالی سازد و دے را
بدل مجازے کہ گوشت پارہ ایست بر
صورت صنوبری جانب چپ متوجہ
گرداند و بذکر کردن مشغول کند برین
انہج کہ کلمہ لا الہ را از جانب راست متصل
ناف کشد باز کتف راست حرکت داده
تا بر سمت رساند و کلمہ الا اللہ سخت بر دل
صنوبری زند چنان کہ حرارت او بتمام اعضا
برسد و محمد رسول اللہ را از جانب چپ
تا بجانب راست برد و در طرف نفی وجود
جمیع محدثات را بنظر فنا مطالعہ کنند
یعنے چون بدل گوید لا الہ الا اللہ برابر
این بخیال اندیشہ معنے لا موجود تصور
کرده ہمہ اشیارا و خود را درین اندیشہ
محو کنند و در طرف اثبات وجود حق سبحانہ
تعالیٰ را بنظر بقا ملاحظہ نماید یعنے چون
الا اللہ گوید ملاحظہ کنند آنچہ موجود
ہست حق ست۔ و طریق ذکر اسم ذات
آنست کہ متوجہ بہ قلب صنوبری شده
اسم مقدس اللہ بمد تام و شد تمام از
تحت ناف سے کشند و بزبان دل ذکر
سے گویند با ملاحظہ معنے بیچون بعضے
از کبراے این طریقت عقب ہر ذکر
این معنے را ملاحظہ میکنند کہ توئی
مقصود و توئی موجود و بعضے صورت پیر

سب اندیشون سے خالی کرے اور اسکو
دل مجازی کے طرف کہ وہ ایک گوشت کا
ٹکڑا صنوبری شکل ہے۔ بائین طرف کو متوجہ
کرے اور ذکر کرنے مین مشغول کرے اسطرح
کہ کلمہ لا آلہ کو ناف کے متصل داہنی طرف سے
کھینچے پھر داہنے مونڈہے کو حرکت دیکہ
بائین مونڈہے پر پہنچاوے اور کلمہ الا اللہ کو زور
سے دل صنوبری شکل پر ایسی ضرب دے کہ اوسکی
حرارت تمام اعضا مین پہنچے اور محمد رسول اللہ
کو بائین طرف سے داہنی طرف کو لیجاوے اور طرف
نفی مین تمام موجودات کو فنا کے نظر سے دیکہے
یعنے جب دل مین لا آلہ الا اللہ کہے تو اسکی برابر
ہے خیال یہ کرے کہ لا موجود یعنے کوئی موجود
نہین۔ تمام اشیا کو اور اپنے تئین مٹا دے
اور اثبات کی طرف مین حق سبحانہ کو بقا کی
نظر سے ملاحظہ کرے یعنے جب الا اللہ کہے تو
یہ یقین کرے کہ جو کچھہ موجود ہے حق ہے
اور اسم ذات کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ قلب
صنوبری کی طرف متوجہ ہو کر اللہ کے اسم
مقدس کو خوب مد و شد کے ساتہہ زیر ناف
سے کھینچتے ہین۔ اور دل کی زبان سے ذکر کرتے
ہین۔ اور بیچون کے معنے خیال مین رکھتے ہین
اور بعضے اس طریقہ کے بڑے بزرگ اس
ذکر کے پیچھے یہ لحاظ مین رکھتے ہین کہ توئی
مقصود ہے اور توئی موجود ہے اور بعضے اپنے پیر کو

درخیال نیز تصور میکنند و گفته اند باز
داشتن نفس در وقت ذکر سبب آثار
لطف ست و مفید شرح صدر ست
و اطمینان دل ست و موثر ست در
نفی خواطر و عادت کردن بباز داشتن
نفس بسبب وجدان حلاوت عظیم ست
و بواسطہ مطالعہ جمیع مکنونات بہ نظر
فنا و مشاہدہ وجود قدیم حق سبحانہ بنظر
بقا و ملازمت برین ذکر حقیقت توحید
در دل ذاکر قرار گیرد و چشم بصیرت
وے کشادہ گردد تا او را میان شرع
و عقل و توحید ہیچ تناقض ننماید
و درین مقام ذکر صفت لازم دل گردد
بعد ازان بجائے رسد کہ حقیقت ذکر با
جوہر دل یکے شود و ہیچ اندیشۂ غیر
نماند و ذکر در مذکور فانی گردد و چون بارگاہ
دل از زحمت اغیار خالی گردد بحکم لَا
يَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ يَسَعُنِیْ
قَلْبُ عَبْدِیْ مُؤْمِنٍ جمال سلطان اِلَّا
اللہُ تجلی نماید و حکم وعدۂ اُذْکُرُکُمْ مجرد
از لباس حرف صوت و خاصیت
کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ آشکارا شود
تا کہ وجود روحانیت باقی ست و
بمرتبہ فنا نرسیدہ است آن ذکر
بحقیقت خفیہ نیست و چون بحقیقت

تصور میں رکھتے ہیں - اور فرمایا ہے کہ ذکر کے وقت
سانس کو روکنا سبب ہے آثار لطف کا - اور شرح صدر
کو مفید ہے اور دل کو اطمینان ہوتا ہی اور خطرے دل
میں نہ آنے کیواسطے بہت اچھا ہے - اور سانس
روکنے کی عادت کرے تو ایک حلاوت عظیم ہوتی
ہے بسبب مطالعہ کرنے تمام مکنونات و موجودات کے
فنا کی نظر سے اور حق سبحانہ کے وجود قدیم کے مشاہدہ
کرنے سے بقا کی نظر سے - اور اس ذکر پہ مداومت
کرنے سے توحید کی حقیقت ذاکر کے دل میں قرار پکڑتی
ہے اور اوسکی بصیرت کی آنکھ کھلجاتی ہے کہ اوسکو درمیان
شرع شریف کے اور عقل اور توحید کے کچھ تناقض
نہیں معلوم ہوتا ہے اور اس مقام میں ذکر دل کا ایک
صفت لازم ہو جاتی ہے اسکے بعد ایسی مقام میں
پہنچتا ہے کہ ذکر کی حقیقت اور جوہر دل دونوں ایک
ہو جاتے ہیں اور غیر کا کچھ اندیشہ نہیں رہتا اور ذکر
مذکور میں فانی ہو جاتا ہے - جب دل کی بارگاہ
اغیار سے خالی ہوئی تو بموجب اس حدیث قدسی
کے (میری وسعت نہیں رکھتی زمین اور نہ میرا آسمان
لیکن میری وسعت ہے مومن بندہ کے دل میں)
سلطان الا اللہ کا جمال تجلی کرتا ہے اور اُذْکُرُکُمْ
یعنے میں تمہارا ذکر کرونگا) کے وعدہ کا حکم حرف
آواز کے لباس سے مجرد آشکار ہوتا ہے (ہر شے
ہلاک ہونیوالی ہے مگر اللہ کی وجہ) کی خاصیت ظاہر ہوتی
ہے جبتک روحانیت کا وجود باقی ہے اور فنا کے مرتبہ
کو نہیں پہنچا ہے وہ ذکر خفیہ نہیں ہے حقیقت میں اور

فنا برسد آنجا بود که باطن او از نفی
بایستد و بجز از اثبات نتواند و ذکر او
الله الله الله شود و آنچه حقیقت کلمه
و سر اوست برسد و حقیقة الذکر
عبارة عن تجلیة الحق سبحانه
لذاته بذاته من حیث الاسم
المتکلم اظهارا للصفات الکمالیة
ووصفا بالنعوت الجمالیة والجلالیة
و اول تجلی که بر سالک آید در مقامات
سلوک تجلی افعال بود که آن را محاضره
خوانند تا آنگاه تجلی صفات شود
که آن را مکاشفه خوانند تا آنگاه تجلی
ذات شود و آن را مشاهده خوانند و
حضرت خواجه امام ربانی خواجه یوسف
همدانی رحمة الله علیه که سلسله مشایخ
ما قدس اسرارهم با ایشان می
پیوندد چنین فرموده اند که طالب
را باید شب و روز مستغرق لا اله
الا الله باشد خواب و بیداری به
گفتن وی نفقه کند و دست از
نوافل نمازها و ذکرها و تسبیحها بدارد
و اختصار بر این کلمه کند جائی که
علم لدنی و حکمت الهی بود و خدمت
بمنزل زحمت باشد و در قطع
علائق مخلوقات سبب آسیبی از

فنا کی حقیقت کو پہونچی - تو وہان ہوتا ہے کہ
اوس کا باطن نفی سے پھیر جاتا ہے - اور
سواے اثبات کے اور کچھ نہین ہو سکتا -
اور اوس کا ذکر اللہ اللہ اللہ ہوتا ہے - اور جو
کلمہ کی حقیقت اور سر ہے اوسے پہنچ جاتا ہے کہ
ذکر عبارت ہے اللہ کی تجلی لذاتہ بذاتہ سے
متکلم کی حیثیت سے واسطے ظاہر کرنے صفات
کمالیہ کے اور وصف کرنے صفتون جمالیہ
جلالیہ کے اور پہلے جو سالک پر تجلی آتی ہے سلوک
کے مقامات مین وہ تجلی افعال ہوتی ہے اوسے محاضرہ
کہتے ہین اور پھر تجلی صفات ہوتی ہے جسے مکاشفہ کہتے
ہین اور پھر تجلی ذات ہوتی ہے اوس کا نام مشاہدہ
ہے اور حضرت خواجہ امام ربانی خواجہ یوسف
ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جن سے ہماری مشایخ قدس
اللہ اسرارہم کا سلسلہ جا ملتا ہے - یون فرماتے
ہین - کہ طالب کو چاہیے کہ رات دن لا الہ
الا اللہ مین مستغرق رہے - اپنا سونا اور
جاگنا - سب اوسی پر صرف کرے - اور نفل
نمازون اور ذکرون - اور تسبیحون سے باز
رہے - فقط لا الہ الا اللہ مین سب صرف
کرے - بس اسی کلمہ پر اختصار کرے -
جہان علم لدنی ہو اور حکمت الٰہی ہو
وہان انسانون سے خدمت کرنی زحمت
ہے - اور مخلوقات کے علاقہ قطع کرنے
کے واسطے کوئی آلہ افعال سے ÷ ÷ ÷

افعال واذکار ظاهری و باطنی کامل
وشافی تر از قول لا اله الا الله نیست
و نیز مشایخ گفته اند اگرچه دل بذکر
گویا گردد از سعی در ذکر نباید
ایستاد علی الخصوص پیش از
صبح و بعد عصر و نماز شام و
حضرت خواجه امام علی حکیم ترمذی
رحمة الله تعالی علیه فرموده اند
کسی که دوام دولت ایمان طلبد
باید که در هر جای و هر کار
عادت وی گفتن کلمه لا اله الا
الله بود و ظلمت شرک خفی همواره
باین کلمه دور کند و هم ایشان
فرموده اند که بیداری دل را
درجات ست و بیداری میسر
نشود الا به اقتصاد و اقتصاد
دوام ذکرست در نوم و یقظه و
بعضی مشایخ ذکر لا اله الا الله را
اختیار کرده اند و محمد رسول
الله را در وی مضمر میدارند
و مشایخ ما قدس الله ارواحهم کلمه
تمام را می گویند و قال حجة
الاسلام گمان مبر که روزن دل
به ملکوت بی خواب و بی مرگ
گشاده نه گردد که این چنین نیست

اور کوئی ذکر ظاہری و باطنی بہت
کامل و شافی لا اله الا الله سے نہین ہے
اور یہہ بہی مشایخ نے فرمایا ہے
کہ اگرچہ دل سے ذکر جاری ہو جاوے
تو بہی ذکر کرنے کی کوشش سے باز نرہے
علی الخصوص کہ صبح سے پہلے اور عصر اور
شام کے بعد - اور حضرت خواجہ امام علی حکیم
ترمذی رح نے فرمایا ہے کہ جو اپنے ایمان کے
دولت ہمیشہ چاہے وہ اپنے ہر کام
مین اور ہر جاے لا اله الا الله کہنے کے
عادت کرلے ہمیشہ ظلمت شرک خفی کی اس سے
دور کرتا ہے اور یہہ بہی انہون نے فرمایا
ہے کہ بیداری دل کے واسطے بہت درجے
ہین اور دل کی بیداری میسر نہین ہوتی
مگر اقتصاد سے اور اقتصاد کیا ہے دوام
ذکر ہے سوتے اور جاگتے اور بعض مشایخ
نے ذکر لا اله الا الله اختیار کیا ہے
اور محمد رسول الله کو اوس مین مضمر رکہتے
ہین اور ہمارے مشایخ قدس الله
ارواحہم تمام پورا کلمہ کہتے ہین -
اور امام حجة الاسلام نے فرمایا
ہے کہ گمان نہ کرے کہ دل کا
روزن ملکوت کی طرف بغیر سونے
کے اور بدون مرنے کے نہین
کہلتا - کیونکہ یون بات نہین ہے

بلکه اگر به بیداری کسے خویشتن را ریاضت
کند و دل را از دست غضب و شہوت
و اخلاق بد و ناپاکیست این جہان
بیرون کند و جائے خالی بہ نشیند و چشم
فراز کند و حواس را معطل سازد
و دل بملکوت مناسبت دہد - الله
الله الله بر دوام گوید بدل نہ بزبان
تا چنان شود کہ از خویشتن و از ہمہ
عالم بے خبر شود و از ہیچ چیز خبر
نداشتہ باشد چون چنین شود اگر
چہ بیدار باشد آن روزن کشادہ
شود و آنچہ دیگران در خواب بینند وے
بہ بیداری بیند ارواح و فرشتگان
در صورتہائے نیکو وے را پدید
آیند و پیغامبران را علیہم السلام دیدن
گیرد و از ایشان فائدہ ہا گیرد و مددہا
یابد و ملکوت آسمان و زمین بوے
نمایند و کسے را کہ راہ کشادہ باشد
کار عظیم بیند کہ در حد و صف نیاید
و اما در بدایت کار تکلف مجاہدہ
و ریاضات درکار است چنانکہ قولہ
تعالی واذکر اسم ربک وتبتل
الیہ تبتیلا یعنی از ہمہ چیزہا
گسستہ گردی و ہمگی خود را بوے
دہی و بتدبیرہائے مشغول نہ گردی

بلکہ اگر کوئی بیداری مین ریاضت کرے
اور دل کو غضب اور شہوت اور
اخلاق بد سے اور بری کامون سے
اس جہان کے بچائے - اور ایک خالی
جائے بیٹھے - اور آنکھین بند کرے -
اور حواس کو معطل کرے او دل کو ملکوت
سے مناسبت دے - اور اللہ اللہ اللہ ہمیشہ
دل سے کہے زبان سے نہین - اس قدر
کہ اپنے سے اور سارے عالم سے بے خبر
ہو جائے - اور کسی چیز کی خبر نہ رکہے جب ایسا
ہو تو اگرچہ بیدار ہو وہ دل کا روزن ملکوت
کی طرف کہلجاتا ہے - جو کچہہ اور لوگ خواب
مین دیکہین وہ بیداری مین دیکہہ لیتا ہے
ارواحین اور فرشتے اچہی اچہی صورتون
مین اوسے نظر آئین اور پیغمبران علیہم السلام
کو دیکہنے لگے اور اون سے فائدے
حاصل کرے اور اون کی مدد پائی اور
ملکوت آسمان و زمین اوسکو نظر آئین اور
جسکا روزن کہلجاے وہ ایسے کام عظیم
دیکہے جو بیان مین نہین آسکتے - لیکن ابتدا
مین مجاہدہ کے تکلیف ہے اور ریاضتین
درکار ہین چنانچہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے
یعنے سب چیزون سے کچہہ علاقہ نہ رکہے
اور بالکل اپنے تئین اللہ کو سونپ دے
اور تدبیرون سے مشغول نہ ہو ✣ ✣

کہ او سبحانہ خود کار راست کند
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰہَ اِلَّا
هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَکِیْلًا چون ویرا
بوکیلے گرفتی تو فارغ شدی با
خلق میامیز وَاصْبِرْ عَلٰی مَا
یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا
یعنے صبر کن بر انچہ اہل دنیا طعن
و استخفاف کنند و ایشان را بگذار
گذاشتن نیک این ہمہ تعلیم مجاہدہ
و ریاضت ست تا دل صافی شود
از عبادت خلق و از شہوات دنیا
و از مشغلہ محسوسات و راہ صوفیان
این ست و این راہ نبوت ست
گمان مبر کہ این حال بہ پیغامبران
مخصوص ست زیرا کہ ہر ہمہ آدمیان
در اصل فطرت شایستہ اند کُلُّ مَوْلُوْدٍ
یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ عبارت از این شایستگی
ست وَمَنْ لَمْ یَعْتَقِدْ اَنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی عِبَادًا
یُشَاهِدُوْنَ فِیْ حَالِ الْیَقَظَۃِ مَا لَا یُمْکِنُ
لِغَیْرِهِمْ اَنْ یَّرَاهُ اِلَّا فِیْ حَالِ النَّوْمِ
لَمْ یَهْتَدِ اِلٰی حَقِیْقَۃِ الْاِیْمَانِ بِالنُّبُوَّۃِ
و جملہ محققان مجاہدہ اثبات کردہ اند
و مر آن را سبب مشاہدہ گفتہ اند و
سہیل بن عبد اللہ مجاہدہ را علت
مشاہدہ گفتہ ست قال اللہ تعالیٰ

کہ اللہ آپ اوسکے سب کام بنا دیگا
(یعنے پروردگار مشرق اور مغرب کا نہین
کوئی معبود مگر وہ ہی پس اختیار کر تو اوسکو
وکیل) جب اوسکو وکیل کیا تو سب سے فارغ
ہوا اب خلقت سے تحمل (یعنے صبر کر جو اہل دنیا
تجہپر طعن کرین اور تیری حقارت کرین اور
اون کو چہوڑ دے اچہی طرح سے) + +
یہ مجاہدہ اور ریاضت کی تعلیم ہے۔ اس لیئے
کہ دل صاف ہو جائے خلقت کی عبادت
اور دنیا کی شہوت سے۔ اور محسوسات کے
مشغلہ سے۔ اور صوفیون کا رستہ یہی ہے
اور یہہ نبوت کی راہ ہے۔ اور یہہ
گمان نہ کرے کہ یہہ امور پیغمبرون سے
مخصوص ہین۔ اس لیئے کہ ہر آدمی اصل
فطرت مین اسکے لائق ہے (ہر بچہ پیدا
کیا جاتا ہے اسلام کی فطرت پر) جس کا
یہ اعتقاد ہو کہ اللہ کے ایسے بندے بہی
ہین جو بیداری مین وہ کچہہ دیکہتے ہین
جو اون کے سوا نہین دیکہتا مگر سوتے مین تو
اس نے ہدایت نہین پائی ایمان بالنبوۃ کی
حقیقت کی) اور مجاہدہ کو سب محققین نے ثابت
کیا ہے اور اوسے مشاہدہ کا سبب فرمایا ہے
اور سہیل ابن عبد اللہ نے مجاہدہ کو
مشاہدہ کی علت فرمایا ہے۔
فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنہوں نے۔ ۔

وَالَّذِینَ جَاھَدُوْا فِیْنَا
لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وقال الجنید رحمۃ
اللہ علیہ المشاھدات مواریث
المجاھدات ولا یستقیم النہایات
الا بتصحیح البدایات وذا لا تبین
الا بترک العادات وھجران المالوفات
بندگان گفتہ اند تا صدق مجاہدت
نباشد صفائی نیز نباشد۔

طریق سوم توجہ ہست و مراقبہ
این طریق از طریق نفی و اثبات اعلیٰ
و اقرب ست بجذبہ و از طریق
مراقبہ بمرتبہ وزارت و تصرف
در ملک و ملکوت می توان رسید
اشراف بر خاطر و بنظر موہبت نظر
کردن و باطنی را منور ساختن و
دوام بجمعیت خاطر و قبول و امثال از
دوام مراقبہ است و دوام دولت
مراقبہ بے مقدمہ قطع علائق و
عوائق و صبر بر مخالفت نفس و
احتراز از صحبت اغیار میسر نہ گردد
و مراقبہ آن ست کہ آن بیچون و
بیچگون کہ از اسم مبارک اللہ مفہوم میگردد
بے واسطہ عبارت عربی و فارسی و عبری
و غیر آن ملاحظہ نماید دل خود را از شکل
صنوبری دور ندارد و این معنی آید ہیچ

اور جنہوں نے مجاہدہ کیا ہماری راہ مین
البتہ ہم اونکو اپنی راہ دکھاتے ہین اور فرمایا
جناب جنید رحمۃ اللہ نے مشاہدے میراث ہین
مجاہدون کی اور نہایت بے صحت بدایت کے
نہین ہوتی اور یہ بات میسر نہین ہوتی مگر
عادتون کے ترک کرنے سے اور الفت کی چیزون سے
جدا ہونے سے بزرگون نے فرمایا ہے جب تک
صدق مجاہدہ نہوگا صفائی بھی نہوگی۔

دوسرا طریق توجہ اور مراقبہ ہے اور یہ طریق
نفی و اثبات کے طریق سے اعلیٰ ہے۔ اور
بہت قریب ہے جذبہ سے اور مراقبہ کے طریق
سے پہنچتا ہے مرتبہ کو وزارت اور تصرف کے
ملک و ملکوت مین اور دلون کے خطرے معلوم
کرنے لگتا ہے۔ اور بخشش کی نظر کرنے کو اور کسی
کے باطن منور کر دینے کو۔ اور دوام جمعیت خاطر
اور دلون کے مقبول ہونے کو یہ امور اسی دوام
مراقبہ سے حاصل ہوتے ہین اور دوام دولت
مراقبہ بغیر پہلے ہونے قطع علائق اور عوائق
اور صبر کر مخالفت نفس پر اور بچنے اغیار کی
صحبت سے حاصل نہین ہوتا۔ اور مراقبہ کیا ہے
وہ بیچون و بیچگون کے معنے جو مبارک اسم
اللہ سے مفہوم ہوتے ہین بے واسطے کسی
عبارت عربی و فارسی و عبری و غیرہ کے دھیان
مین رکھنی۔ اور اپنے دل کو صنوبری
مقام سے دور نہ رکھے۔ اور اس معنی کو تمام

طریق مراقبہ

مدارک و قوی در نگاه داشت تکلف کند
تا آن زمان که بسبب مداومت
احضار تکلف از میان برخیزد و اگر
درین معنی فتورے واقع شود باسم
ذات که اللہ است با توجہ بآن معنی
مشغول شود تا که ذکر بماند و ہمان حقیقت
ذکر حاصل شود اما در ابتدا بواسطہ
ضعفے کہ بقیہ است دریافت این معنی
میسر نمی شود ولیکن بتدریج این معنی
پرتو اندازد و چنان شود کہ غیر این معنی
در نظر بصیرت چیزے نہ نماید ہر چند
کہ از خود و خدا ہم کہ تعبیر کند نتواند آنا
الحق - ھو الحق و ھو الحق انا الحق گردد

شعر

| | |
|---|---|
| اے برادر تو ہمین اندیشہ | مابقی تو استخوان و ریشہ |
| گر گل ست اندیشہ تو گلشنی | ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی |

اے عزیز حق سبحانہ و تعالے نفس ناطقہ را
استعدادے بخشیدہ است کہ ہر امرے
کہ متحقق فی نفس الامر ست روے آز در رنگ
ہمان پذیرد و ہر چیزے را کہ نصب العین
خود سازد حکم آن گیرد

گر گل گذرد بخاطرت گل باشی | در بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوے و حق کل ست اگر روزے چند | اندیشہ کل پیشہ کنی کل باشی

و طریقے کہ نگاہداشت این آسان تر باشد
آن ست کہ دم را زیر ناف حبس کردہ

تمام مدرکون اور قوتون مین خواہ نخواہ نگاہ رکھے
جب تک اوسکی مداومت سے یہ زبردستی نگاہ
رکھنا دور ہو جائے - اور جو اس معنی مین کچھہ
فتور ہو جائے تو اسم ذات یعنے اللہ اوسکے معنے کیطرف
مشغول ہو - اوسی معنے سے تاکہ ذکر رہ جاسے - اور
وہی حقیقت ذکر کی حاصل ہو لیکن ابتدا مین اوس
ضعف کے سبب جو باقی ہے اس معنی کا حاصل
کرنا میسر نہین ہوتا - مگر آہستہ آہستہ ہو جاتا ہے
اور ایسا ہو جاتا ہے کہ اس معنی کے سوا اوس کی
بصیرت کی نظر مین کچھہ نہین رہتا - ہر چند چاہے
یہی تو بھی نہین بیان کر سکتا انا الحق ھو
الحق اور ھو الحق انا الحق ہو جاتا ہے ترجمہ شعر
اے بھائی تو تو فقط اندیشہ ہے ٭ اور باقی تو
ہڈیان اور گوشت ہے ٭ اگر تیرا اندیشہ پھول
ہے تو تو باغ ہے ٭ اور جو کانٹا ہے تو ایندھن
ہے بھٹی کا ٭ اے عزیز حق سبحانہ تعالی نے نفس
ناطقہ کو یہی استعداد بخشی ہے کہ جس امر کیطرف
کہ نفس الامر مین متحقق ہے متوجہ ہو اوسی کا رنگ
قبول کرے - اور جس چیز کو اپنا نصب العین اوس
مد نظر کرے اوس کا حکم حاصل کرے رباعی
اگر تیری خاطر مین گل گزرے تو گل ہے تو ٭ اور جو
بلبل بیقرار تو بلبل ہے تو ٭ تو جزو ہے اور حق کل ہے
اگر چند روز ٭ کل کا اندیشہ کرے تو کل ہو جائے
تو ٭ اور وہ طریق جس سے اسکی نگاہداشت بہت
آسان ہو جاتا یہ ہے کہ سانس کو زیر ناف حبس کر کے

وزبان را بکام ولب را بر لب چسپانده نفس را حبس کند بوجہی کہ دم در درون بسیار تنگ نشود و در بیرون آمدن و در درون آمدن نفس و مابین این نشستن آگاہی باشد تا نفسے ازین شغل غافل نگردد و در نسبت حضور مع اللہ فتورے واقع نشود تا برسد بآنجا کہ بے تکلف این نسبت حاضر دل او بود و آگاہی صفت لازم دل گردد چنانکہ بینائی در باصرہ و شنوائی در سامعہ اگر کسے را چنان بخود آگاہ گرداند کہ از نہایت آگاہی وصف شعور بآگاہی او را نماند نہایت استغراق ست و اوائل درین حال بعضے را حواس ظاہرہ و باطنہ از ادراک امور محسوسہ و معقولہ معطل باشند در نہایت بیخودی روے نماید بعضے را با وجود آنکہ این معنی بکمال میسر شود ہمہ حواس در کار خود باشند و این حال اشرف و اقوی ست بر اول اگر کسے را وقوفے بمقاصد ارباب ولایت حاصل شدہ ست یقین او خواہد بود کہ شہود و حضور و مشاہدہ کہ اہل ولایت را میباشد عبارت از دوام حصول یادداشت ست تعبیر ازان بآگاہی کردہ باشد اگر درین مقام چنان شود کہ از شعور این نسبت نیز بے شعور بود و بجز ہستی حق نسبت نماند

اور زبان کو تالوسے اور لب کو لب پر بند کرکے سانس کو روکے ایسی وجہ سے کہ سانس اندر بہت تنگ نہو جاوے اور سانس کے باہر آنے اور اندر جانے سے اور دونوں کے درمیان سے آگاہی ہو کہ نفس یعنے سانس اس شغل سے غافل نہو جاوے اور نسبت حضور مع اللہ مین فتور کچھ نہ آجاوے تو پہونچے وہان تک کہ بے تکلف یہ نسبت اسکے دل مین حاضر ہو اور آگاہی دل کی صفت لازم ہو جاوے جیسے آنکھ مین بینائی اور کانون مین شنوائی۔ اگر کسی کو ایسا آپ سے آگاہ کرین کہ نہایت آگاہی کے سبب اسکو اپنی آگاہی کا بھی شعور نہ ہے نہایت استغراق ہے اور اوائل اس حال مین بعضے کے حواس ظاہر اور حواس باطن امور محسوسہ اور معقولہ کے دریافت اور معلوم ہونیسے معطل ہو جاتے ہین۔ اور نہایت بیخودی ہو جاتی ہے اور بعضے کو باوجود دیکہ یہ معنی خوب حاصل کمال کے ساتھہ ہو جاتے ہین سب اپنے اپنے کام مین رہتے ہین تو یہ حال بہت اشرف اور بہت قوی ہے پہلے حال سے۔ اگر کسی کو اہل ولایت کے مقصدون کا حال معلوم ہوگا تو وہ یقین کریگا کہ شہود و حضور و مشاہدہ جو اہل ولایت کو ہوتا ہے وہ دوام حصول یادداشت ہے اوسکو آگاہی کی عبارت مین ادا کیا ہے اگر اس مقام مین ایسا ہو جاوے کہ اس نسبت کے شعور کا بھی شعور نہ رہے اور سوائے ہستی حق کے نسبت نہ رہے ؛

واشغال ظاهره مانع نیاید از وجود این
نسبت وحضورش مانع نیاید از اعمال ظاهره
وصف شاهدی وشهودی از نظر
دل بر خیزد و چنان در بحر نیستی گم گردد که
ازو نه فعل ماند و نه صفت نه اسم و نه ذات
این را بزرگان تعبیر بفنا، فنا کرده اند
اگر حق سبحانه تعالی او را ازین مقام ترقی
بخشد و به بقا بعد الفنا رساند از خود
بمحض عنایت نورے بخشد که بآن نور
تواند دید که مشاهده جز او جل ذکره نیست
واشیا همه مظاهر و مجالی آنحضرت ست
جل ذکره و این معنی ملکه وے گردد او را
از جمله بالغان شمرده اند و برای
تکمیل ناقصان مقرر شود و اجازة
کرده اند بصحبت و تربیت مستعدان
این طریق و درہمین مقام اگر دل را تمکین
حاصل شده است حالش همه شادی
وفرح بود که کونین در جنب او بمقدار
خردل نیرزد و اگر نظر دل بران بود
که هنوز چیزی مانده است که بآن نرسیده
حالش همه شوق و قلق و اضطراب و هرگز این اضطراب
واشتیاق از هیچ کاملے از انبیاء و غیر
ایشان زائل نشده است همیشه حق سبحانه
وتعالی دوستان خود را درین فرح
داده و اشتیاق مے داد ۔

اور اشغال ظاہری اوسکو اس نسبت سے مانع نہون
اور اوس کو حضور مانع نہو۔ ظاہری اعمال سے
وصف شاہدی اور شہودی اوس کے دل کی
نظر سے اوٹھ جاسے۔ اور ایسا دریای نیستی مین
گم ہو جائے کہ اوس سے نہ فعل رہے اور نہ صفت
اور نہ اسم اور نہ ذات۔ اسکو بزرگون نے فنا، فنا کہا ہے
اگر اوسکو حق سبحانہ تعالی مقام ترقی بخشے اور فنا
کے بعد جو بقا ہے اسکو پہنچائے تو اپنے پاس سے
محض عنایت سے ایسا نور بخشتا ہے کہ اوس نور سے
وہ دیکھہ سکتا ہے کہ مشاہدہ سوا اللہ کے نہین ہے
اور کل اشیا اوسکے مظہر اور تجلی گاہ ہین۔ اور
یہ امر اوس کا ملکہ ہو جاسے۔ ایسے شخص کو بالغون
مین سے گنتا ہے۔ اور ناقصون کے کامل کرنے
کو مقرر ہوتا ہے۔ اور اجازت دی ہے
صحبت اور تربیت کی اونکے جو اس طریق کے مستعد
ہون۔ اور اسی مقام مین اگر تمکین دل کو حاصل ہوئی
ہے تو اوس کا یہ حال ہے کہ تمام و بالکل خوشی اور فرح ہے
ایسی جسکے مقابل مین دونو جہان رائی کے دانہ کی برابر
بھی نہین اور جو دل کی نظر اوس پر ہے کہ ابھی کچھہ
رہ گیا ہے کہ اوسے نہین پہنچا ہے تو اوس کا
حال تمام شوق و قلق اور اضطراب ہوتا ہے
ہرگز یہ اضطراب و اشتیاق کسی کامل انبیا
اور غیر انبیا سے زائل نہین ہوا ہمیشہ
حق سبحانہ و تعالی اپنے دوستون کو اس خوشی
اور غم اور اشتیاق مین رکھتا ہے ۔

الی میعاد یوم اللقاء زیرا چه هر لحظه که تجلی
مشرف کنند بواسطه این تجلی استعداد
دیگر حاصل شود الی غیر النهایة پس هر چند
که زلال تجلیات بیش تشنگی بیش نه
افاضه آبحیات حقیقی منقطع و نه عطش
عطشان جمال در نقصان و زوال شعر

شَرِبْتُ الْحُبَّ كَاْسًا بَعْدَ كَاْسٍ
فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَلَا رَوِيْتُ

طریق سوم رابطه گفتست به پیر که بمقام
مشاهده رسیده باشد و به تجلیات ذاتیه
متحقق گشته باشد دیدار وے بمقتضاے
هم الذین اذا رؤا ذکر الله
فائده ذکر دهد و صحبت وے موجب همصحبت
جلساء الله نتیجه صحبت مذکور دهد چون
چنین عزیزے دست دهد و اثر آن را
در خود بیابد چند انکه تواند آنرا نگاه دارد
و اگر حاضر نظر میان دو ابروے
وے گمارد و چنان رابطه نماید که بجز وجود
آن عزیز هیچ نماند و از وجود خود منسلخ
گردد و بوجود وے متصف گردد و اگر در آن
فتورے واقع شود باز بصحبت وے
رجوع نماید تا از برکت او آن معنی پرتو
اندازد و همچنین مرة بعد اخری تا آن زمان
که کیفیت معهوده ملکه وے گردد و در غیبت آن
عزیز صورت او در خیال گرفته بجمیع قواے

قیامت تک اس واسطے کہ جب کسی تجلی سے مشرف
ہوتا ہے تو اُس تجلی کے سبب دوسری تجلی کی استعداد
حاصل ہوتی ہے اسی طرح آگے ہوتی چلی جاتی ہے
بے نہایت۔ توجسقدر تجلیات زیادہ ہوتی جاتی
ہین اشتیاق زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ نہ اودھر سے
آبحیات فیض کا منقطع ہونا ادھر سے محبان جمال
کی پیاس کم ہو ترجمہ شعر ۔
مین نے محبت کی شراب کے پیالے پیالے در پے پیئے
نہ شراب ہو چکی اور نہ مین نے بس کی
تیسرا طریق رابطہ ہے۔ رابطہ اوسی کہتے ہین کہ جو ایسا
پیر ہو کہ مشاہدہ کے مقام کو پہنچا ہوا ہو اور تجلیات
ذاتیہ سے متحقق ہوا وس کا دیدار موجب (وہ وہ لوگ
ہین کہ جب اونکو لوگ دیکھین اللہ کا ذکر کرین) ذکر
کا فائدہ دیتا ہے اور اوسکی صحبت موجب (وہ
اللہ کے ہمنشین ہین) نتیجہ اللہ کی صحبت کا دیتی
ہے۔ جب ایسے عزیز کی صحبت حاصل ہوا ور
اوس کا اثر اپنے مین پاسکے جسقدر ہو سکے اوسکو
نگاہ رکھے۔ اگر موجود ہو تو اوسکی دونو ابرو کے درمیان
نظر رکھے۔ اور ایسا رابطہ کرے کہ سوا اُس عزیز کے اور کسیکی
ہستی نرہے۔ اپنی ہستی سے نکلکر اوسکی ہستی سے متصف ہوجائے
اور جو اُس مین کچھہ فتور واقع ہوجائے تو پھر اوسکی صحبت مین
رجوع کرے تا اوسکی برکت سے وہ امر حاصل ہوجاے اور اسی
طرح ایک بار دو بار تین بار کرے جبتک وہ کیفیت معلومہ
ملکہ نہو جائے جبتک ایسا کرے اور جو وہ حاضر نہو
ہو تو اوس عزیز کی صورت خیال مین لاکر سب قواے

ظاہری و باطنی متوجہ قلب صنوبری گردد ہر
خاطرے کہ تشویش دہد نفی کند تا کیفیت بیخودی
روے نماید و ہیچ طریق ازین اقرب نیست
بسیار باشد کہ چون مرید را قابلیت آن
باشد کہ پیر در وے تصرف کند در اول مرتبہ
ویرا بمرتبہ مشاہدہ رساند بزرگان گفتہ
انما اصحبوا مع اللہ فان لم تطیقوا
فمع من یصحب مع اللہ یعنے ہمتے دار
کہ باگاہی کہ پرتوے ست از تجلی ذاتی
مشرف شدہ از تعلق کونین خلاص
گردی و اگر طاقت این چنین کارے
نداری آگاہ بکسانے باش کہ بہ پرتو
این تجلی مشرف شدہ اند و از خود
رہائی یافتہ و ہمت شریف شان از
دلش تعلق بغیر نجات یافتہ در کریمہ
کونوا مع الصادقین اشارہ ہمین ست
و کسے را کہ صفائی فطرت باقی باشد
باشارہ صاحب دولتے کہ بہ شہود
ذاتی رسیدہ باشد در اندک وقت
این دولت حاصل آید بے آنکہ ریاضت
و محنت بسیار کشد ؛ شعر ؛
آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین
طعنہ زند بر دہ و سخرہ کند بر چلہ ؛

## فصل

ظاہری و باطنی سے قلب صنوبری کی طرف
متوجہ ہو - جو خطرہ پریشان کرے اوسکو دور
کرے تو کیفیت بیخودی کی حاصل ہو اور اس طریق
سے کوئی اور طریقہ بہت نزدیک نہین ہے - ایسا اکثر
ہوتا ہے کہ مرید مین اگر ایسی قابلیت ہو کہ پیر
اوسمین تصرف کرے تو پہلے ہی دفعہ مین مشاہدہ
کو پہنچا دیتا ہے - بزرگون نے فرمایا ہے یعنے
ایسی ہمت رکھ کہ آگاہی سے جو ایک پرتوہ
ہے تجلی ذاتی کا مشرف ہو کر کونین کے تعلق
سے خلاصی پائی اور جو ایسی کام کی طاقت
نہین - آگاہ اون لوگون سے ہو جو اس تجلی سے
مشرف ہوئی ہین اور اپنی خودی سے رہائی پا گئے
ہوئے ہین اور اونکی ہمت شریف غیر کے تعلق
سے نجات پائی ہوئے ہے آیہ کریمہ (رہو تم
ساتھ صادقون کے) مین اسی کی طرف اشارہ
ہے جسکے صفائی فطرت باقی ہوتی ہے وہ
کسی ایسے صاحب دولت کے اشارہ سے
جو شہود ذاتی کو پہونچا ہوا ہو - تھوڑے عرصہ
مین اس دولت کو پہونچ جاتا ہے بے ریاضت
اور بدون بہت محنت کرنے کے ترجمہ

شعر

جس کو تبریز مین شمس دین سے ایک نظر دیکھ لیا
وہ طعنہ کرتا ہے وہ ہے پیا اور ہنستا ہے چلہ پر

## فصل

در بیان کلمات قدسیہ خواجہ عبدالخالق
غجدوانی کہ سر حلقہ سلسلۂ خواجگان شدند
لاجرم الفاظ مصطلحہ ایشان کہ دانستن طریقہ
این عزیزست موقوف بر آنست مع فوائد
آخنہ کہ سالکان این طریقہ را از وچارہ نیست
درین فصل ایراد کردم و حضرت خواجہ را
وصیت نامہ ایست در آداب طریقت کہ
برائے فرزند معنوی خود خواجہ اولیا رکبیر
قدس سرہٗ نوشتہ اند مشتمل بر فوائد جزیلہ
وعوائد جلیلہ کہ ناگزیر بر ہمہ سالکان و
مریدان ست و از جملہ وصایا ست این
چند فقرہ جامعہ کہ ایراد می یابد وصیت
می کنم ترا اے فرزند من بعلم و ادب
و تقوی در جمیع احوال بر تو باد کہ تتبع آثار
سلف کنی و ملازم سنت جماعت باشی
و فقہ و حدیث آموزی و از صوفیان جاہل
بپرہیزی ہمیشہ نماز بجماعت گزاری بشرط
آنکہ امام و موذن نباشی ہرگز طلب
شہرت مکن کہ شہرت آفت ست و بمنصبی
مقید مشو دائم گمنام باش و در قبالہا
نام خود منویس و بمحکمہ قضا حاضر مشو و
ضمان کسے مباش و بوصایائے مردم درمیا
و با ملوک و ابنائے ملوک صحبت مدار و خانقاہ
بنا مکن و در خانقاہ منشین و سماع بسیار
مکن کہ سماع نفاق پیدا آرد و دل را بمیراند

بیان مین کلمات قدسیہ کے حضرت خواجہ عبدالخالق
غجدوانی رح جو سر حلقہ ہین خواجگان کے سلسلہ
کے۔ انکی اصطلاح کے الفاظ جنسے انکا طریقہ معلوم
ہوتا ہے مع اور فائدون کے جو اس طریقہ کے
سالکون کو بہت ضرور ہے اس فصل مین ہم بیان
کرتے ہین اور حضرت خواجہ کا ایک وصیت نامہ ہے
آداب طریقت مین جو انہون نے اپنے فرزند معنوی
خواجہ اولیا رکبیر قدس سرہ کے واسطے لکہا ہے جسمین
بہت بڑی بڑی فائدے ہین۔ جو سب سالکون اور
مریدون کو بہت ضرور ہین اور ان نصیحتون
مین سے یہ چند ایسے فقرے ہین کہ جامع ہین
وہ لکہے جاتے ہین شروع مین پہلے وصیت کرتا ہون
اے میرے فرزند علم و ادب اور تقوی کو ہر حال مین
تو اپنے پر لازم کر لے کہ پیروی آثار سلف کی کرے
اور تو ملازم سنت جماعت کا ہو وے۔ اور تو
فقہ اور حدیث سیکہ اور جاہل صوفیون سے کنارہ کرکے
ہمیشہ جماعت سے نماز پڑہے۔ اس شرط سے کہ موذن اور
امام تو نہووے۔ ہرگز شہرت طلب نکرے کہ شہرت آفت
ہے۔ اور کسی منصب کا مقید نہو ہمیشہ گمنام رہ۔ اور
قبالون مین اپنا نام نہ لکہہ۔ اور محکمہ قضا مین بہی
نہ جا اور کسی کا ضامن نہو۔ اور لوگون کی وصیتون
مین نہ پڑ۔ اور بادشاہ اور شہزادون کی صحبت
نرکھ اور خانقاہ نہ بنا۔ اور خانقاہ مین نہ بیٹھ
اور بہت سماع نہ سن کہ بہت سماع سے نفاق
پیدا ہوتا ہے اور دل مرجاتا ہے ✤ ✤ ✤ ✤

و بر سماع انکار مکن که سماع را اصحاب سماع
بسیار اند کم گوی و کم خور و کم خسپ و از خلق
بگریز چنان که از شیر بگریزند و ملازم خلوت خود
باش و با مردان و زنان و مبتدعان و توانگران
و عامیان صحبت مدار حلال بخور و از شبه
بپرهیز و تا توانی زن مخواه که طالب دنیا
شوی - و در طلب دنیا دین بباد دهی
بسیار مخند - و در همه بچشم شفقت نگری
و هیچ فردے را حقیر نشمری - ظاهر خود را
میارا سے - که آرایش ظاهر از خرابی باطن
ست و با خلق مجادله مکن - و از کسے چیزے
مخواه - و کسے را خدمت مفرما سے - و
مشائخ را بمال و تن و جان خدمت کن و
افعال ایشان را انکار منما سے که منکر ایشان
هرگز رستگاری نیابد بدنیا و اهل دنیا مغرور
مشو - باید که دل تو همیشه اندوهگین باشد
و بدن تو بیمار - و چشم تو گریان - و عمل تو
خالص و دعائے تو بتضرع - و جامه تو کهنه
و رفیق تو درویش - و مایه تو فقر - و خانه
تو مسجد - و مونس تو حق سبحانه و تعالیٰ -
و هم از کلمات قدسیه حضرت خواجه این
هشت کلمات اند که بنا طریقه خواجگان
قدس الله اسرارهم بر آنست هوش در دم
نظر بر قدم - سفر در وطن - خلوت در انجمن
یادکرد - بازگشت - نگاه داشت - یاد داشت

اور سماع کا انکار نہ کرے کہ سماع کے اصحاب بہت
ہین - کم بول اور کم کہا - اور کم سو اور خلقت سے بھاگ
جیسے شیر سے بھاگتے ہین اور اپنی خلوت کا ملازم رہ -
اور مردون اور عورتون اور بدعتیون اور تونگرون
عامیون سے صحبت نہ کر حلال کہا - اور شبہہ سے پرہیز کر اور
جتنا کہ ہوسکے نکاح نہ کر کہ دنیا کا طالب ہو گا - اور
دنیا کی طلب مین دین برباد کریگا - بہت نہ ہنس
لوگون کو شفقت کی نظر سے دیکہہ - اور کسی کو بہی حقیر
نہ جان - اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کر کہ ظاہر کی آرایش
باطن کی خرابی کے سبب سے ہی خلقت سے جہگڑا
نہین - اور کسی سے کچہہ نہ چاہ - اور کسی کو کچہہ
خدمت نفرما - اور مشائخ کے مال و جسم و جان
سے خدمت کر - اور انکے افعال کا انکار نکر کہ انکا
منکر ہرگز رہائی نہ پائیگا عذاب سے - دنیا اور دنیا
دارون پر مغرور نہو - چاہیئے کہ تیرا دل ہمیشہ
اندوہگین رہے - اور تیرا بدن بیمار - اور آنکہین
روتی ہوئین - اور تیرے عمل خالص اور دعا عاجزی
اور گڑگڑانے کے ساتھ - اور کپڑے پرانے - اور
تیرے رفیق درویش - اور تیری پونجی فقر - اور
تیرا گہر مسجد - اور تیرا مونس حق سبحانہ و تعالیٰ
اور حضرت خواجہ کے کلمات قدسیہ مین سے یہ آٹھ
کلمے ہین کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے
طریقہ بنا انہین پر ہے - وہ یہ ہین ہوش در دم
نظر بر قدم - سفر در وطن - خلوت در انجمن - یادکرد
- بازگشت نگاہ داشت - یا د و ا شت

وغیر این همه پیدا است و پوشیده نماند
که سه کلمه دیگر اند از جمله مصطلحات این طائفه
علیه و آن وقوف زمانی و وقوف عددی
و وقوف قلبی که جمله یازده است مولانا سعد الدین
کاشغری قدس سره فرموده اند که هوش
در دم یعنی انتقال از نفسی به نفسی می باید
که از سر غفلت نباشد از سر حضور باشد
و هر نفسی که می زند از حق سبحانه و تعالی
خالی و غافل نباشد و حضرت خواجه عبید الله
احرار قدس سره فرموده اند که درین
طریقه رعایت و حفظ نفس مهم داشته
اند یعنی می باید که هیچ انفاس بی نعمت
حضور و آگاهی مصروف نشود و اگر کسی
محافظت نفس نکند گویند که فلان
کس گم کرده است یعنی طریق و روش
گم کرده است و حضرت خواجه بهاؤ الدین
قدس سره فرموده اند که بنا رکار درین
راه بر نفس باید کرد و نفس را نگذارد
که ضائع گردد در خروج و
دخول و حفظ ما بین النفسین سعی نماید
که بغفلت فرو نرود و بر نیاید

| ای مانده ز بحر علم بر ساحل این | در بحر فراغ ست و بر ساحل شین |
| --- | --- |
| بردار صفا نظر ز موج کونین | آگاه به بحر باش بین النفسین |

حضرت خواجه مولانا نور الدین

اور ان کے سوا سب نصیحت ہے وہیں اور تین
کلمے ہیں - اصطلاحوں میں سے - اس طریقہ علیہ کی
ایک وقوف زمانی اور ایک وقوف عددی اور
وقوف قلبی تو سب گیارہ کلمے ہیں مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے
کہ ہوش در دم یعنی انتقال ایک نفس سے دوسرے
نفس کی طرف چاہیئے کہ غفلت سے نہو حضور کے
ساتھ ہو - جو سانس لے اللہ سے خالی اور غافل
نہو اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ
نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ میں نفس کی رعایت و
نگہبانی بہت ضرور ہے یعنی چاہیئے کہ ہر سانس
ساتھ حضوری اور آگاہی کے مصروف ہو - اور
جو کوئی رعایت سانس کی نہیں کرتا تو کہتے
ہیں - فلان شخص طریقہ بھول گیا - اور حضرت
خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے
کہ اس راہ میں کام کی بنا سانس پر کرنی
چاہیئے کہ سانس ضائع نہو - باہر آنے
اور اندر جانے میں اور ان دونوں
سانسوں میں نگاہبانی چاہیئے - اور
کوشش چاہیئے کہ غفلت سے نہ آئیں
جائیں - ترجمہ رباعی اے دریائے علم چھوڑ کر کنارہ
پر رہنے ہوئے - دریا میں فراغت ہے کنارہ پر برائی ہے
دونو جہانکی موج سے صاف نظر اوٹھالی دریا سے
آگاہ ہو درمیان دو سانسوں کے حضرت
خواجہ مولانا نور الدین

عبدالرحمان الجامی قدس سرہ السامی دراواخر
شرح رُباعیات آوردہ اند کہ شیخ ابو الجناب
نجم الدین کبری قدس اللہ روحہ در رسالہ
فواتح الجمل مے فرمایند کہ ذکرے کہ جاری ست
بر نفوس حیوانات انفاس ضروریہ
ایشان ست زیرا کہ در برآمدن و فرود رفتن
نفس حرف ہا کہ اشارت بغیب ہویت حق
سبحانہ و تعالیٰ ست گفتہ مے شود اگر خواہند
و اگر نخواہند ہمین حرف ہا ست کہ در اسم مبارک
اللہ ہست و الف و لام از برائے تعریف ست
و تشدید لام از برائے مبالغہ دران تعریف
پس مے باید کہ طالب ہوشمند در نسبت آگاہی
حق سبحانہ و تعالیٰ برین وجہ باشد کہ در
وقت تلفظ باین حرف شریف ہویت
ذات حق سبحانہ و تعالیٰ ملحوظ وے باشد
و در خروج و دخول نفس واقف بود کہ در
نسبت حضور مع اللہ فتورے واقع نشود
تا برشد بآنجا کہ بے تکلف نگاہ داشت او
این نسبت ہمیشہ حاضر دل او بودہ و بتکلف
نتواند کہ این نسبت را از دل دور کند۔

## رباعی

باغیب ہویت آمدائے حرف شناس ؎
انفاس ترا بود بران حرف اساس
باش آگہ ازان حرف در امید و ہراس
حرفے گفتم شگرف اگر دارے پاس

عبدالرحمان جامی قدس سرہ السامی رباعیات کی شرح
کے آخر مین فرماتے ہین کہ شیخ ابو الجناب نجم الدین
کبری قدس سرہ نے رسالہ فواتح الجمل مین فرمایا
ہے کہ جو ذکر کہ جاری کیا ہے حیوانات کے
نفسون پر یہہ اُن کے انفاس ضروریہ
ہین۔ اسواسطے کہ سانس کے آنے جانے مین جو
حرف مہارت سے ساتہہ غیب ہویت حق
سبحانہ تعالیٰ کے کہے جاتے ہین۔ اگر چاہین
یا نچاہین وہ ہی حرف ہین جو اللہ کے اسم مبارک
ہین ہین۔ اور الف و لام تعریف کا ہے اور
لام کی تشدید اوس تعریف کے مبالغے کیواسطے
ہے۔ تو چاہیئے کہ طالب ہوشمند حق سبحانہ تعالیٰ
کی آگاہی کی نسبت مین ایسی وجہ پر ہو کہ جب یہ
حرف تلفظ مین آئین حق سبحانہ تعالیٰ کی ہویت
ذات اوس کی ملحوظ ہو اور سانس کے اندر جانے
اور باہر آنے مین واقف ہو کہ نسبت حضور مع
اللہ مین کچھ فتور نہ پڑے۔ یہان تک کہ وہان
پہنچے کہ بے تکلف اس نسبت کی نگاہداشت
ہمیشہ اوس کے دل مین حاضر رہے ایسے کہ
تکلف سے بہی اس نسبت کو دل سے دور کر سکے

## ترجمہ رُباعی

غیب کے ساتھ ہویت ہے اسے حرف پہچاننے والے
تیرے سانسون کی اوسی پہ بنیاد ہے ؎
اوس حرف سے آگاہ رہو ہر حال مین
پہنچے یہہ ایک نادر بات بتائی ہو اگر تو نگاہ رکھے

پوشیدہ نماند غیبت ہویت کہ حضرت
عبدالرحمن جامی عارف ربانی درین
رباعی گفتہ اند باصطلاح اہل تحقیق عبارت
ست از ذات حق سبحانہ و تعالیٰ باعتبار
لاتعین یعنے بشرط اطلاق حقیقی کہ مقید نیست
باطلاق نیز ممکن نیست کہ درین مرتبہ
ہیچ علمے و ادراکے ہرگز بوے متعلق گردد
و ازین حیثیت مجہول مطلق ست ۞
نظر بر قدم آنست کہ سالک را در رفتن و
آمدن در شہر و صحرا و ہمہ جا نظر بر پشت
پای او باشد تا نظر او پراگندہ نشود و بجائے
کہ نباید نیفتد و سے شاید کہ نظر بر قدم
اشارت بسرعت سیر سالک بود در قطع
مسافات ہستی و طے عقبات خود پرستی
یعنے ہر جا کہ نظرش منتہی شود فی الحال قدم
بران نہند و آنکہ ابو محمد رُوَیم قدس سرہٗ
گفتہ است کہ ادب المسافر ان لایجاوز
ہمتہ قدمہ اشارت باین معنی ست و
حضرت عارف سبحانی عبدالرحمن جامی
قدس سرہٗ السامی در کتاب تحفۃ الاحرار
در منقبت حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس
سرہٗ این مضمون را چنین نظم آوردہ اند

ابیات

کم زدہ بے ہمدمی ہوش دم — درنگذشتہ نظرش از قدم
بسکہ ز خود کردہ بسرعت سفر — باز نماندہ قدمش از نظر

پوشیدہ نہ رہے کہ غیبت ہویت جو حضرت
عبدالرحمان جامی عارف ربانی نے یہ رباعی
فرمائی ہے اہل تحقیق کی اصطلاح مین عبارت ہے
ذات حق سبحانہ تعالیٰ سے - باعتبار لاتعین کے
یعنے بشرط اطلاق حقیقی کے کہ مقید نہین اطلاق
سے بھی - ممکن نہین ہے کہ اس مرتبہ مین کوئی
علم اور کوئی ادراک ہرگز اوس سے متعلق ہو -
اور اس حیثیت سے مجہول مطلق ہے -
نظر بر قدم یہہ ہے کہ سالک کی نظر آنے جانے
مین شہر اور جنگل مین سب جگہہ پشت پا
پر رہے اس لئے کہ اوسکی نظر پریشان نہو
جہان نچاہئے وہان نہ جا پڑے - اور یون بھی
ممکن ہے کہ نظر بر قدم اشارہ ہو سرعت سیر
سالک سے ہستی کی مسافت کے قطع کرنے مین -
اور خود پرستی کی گہاٹیان طے کرنے مین یعنے جس
جا ملے اوسکی نظر منتہی ہو فوراً اوسپر قدم رکھے -
اور وہ جو ابو محمد رویم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ
مسافر کا ادب یہ ہے کہ اوسکی ہمت اوسکے قدم سے
تجاوز نہ کرے) اشارہ اسی طرف ہے - اور
حضرت عارف سبحانی عبدالرحمان جامی قدس
سرہٗ نے ایسا ہی کتاب تحفۃ الاحرار [illegible]
مین حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہٗ کے
یہ مضمون اس طرح نظم مین لائے ہین -

کم زدہ بے ہمدمی ہوش دم — درنگذشتہ نظرش از قدم
بسکہ ز خود کردہ بسرعت سفر — باز نماندہ قدمش از نظر

سفر در وطن آنست که سالک در طبیعت
بشری سفر کند یعنے از صفات بشری بصفات
ملکی و از صفات ملکی بصفات رحمانی بحکم
تخلقوا باخلاق الله انتقال فرماید و
حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس
سرہٗ فرموده اند که شخص خبیث بهر جای
که انتقال کند خباثت از وے زائل نشود
تا انتقال نکند از صفات خبیثه بدانکه احوال
مشایخ طریقت قدس سرہٗ در اختیار سفر
و اقامت مختلف ست بعضے از ایشان در
بدایت سفر کنند و در نهایت مقیم شوند
و بعضے در بدایت مقیم شوند و در نهایت
سفر کنند و بعضے در بدایت و نهایت
مقیم شوند و سفر نکنند و بعضے در بدایت
و نهایت سفر کنند و مقیم نشوند و هر طائفه
را ازین چار فرقه در سفر و اقامت نیتے
صادق و غرضے صحیح ست چنانچه در ترجمه
عوارف مشروح ست اما طریقه خواجگان
قدس الله تعالی ارواحهم در سفر و اقامت
آنست که در بدایت حال چندان سفر
کنند که خود را بملازمت عزیزے رسانند
پس در خدمت وے مقیم شوند و اگر هم
در دیار خود کسے را ازین طائفه یابند ترک
سفر کرده بملازمت وے اشتغال نمایند و سعی جمیل
در تحصیل ملکهٔ آگاهی بتقدیم رسانند بعد از

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک طبیعت بشری سے
سفر کرے یعنے صفات بشری سے صفات ملکی کے
طرف۔ اور صفات ملکی سے صفات رحمانی کیطرف
بموجب تخلقوا باخلاق الله (الله کی عادتین
اختیار کرو) کے اور حضرت مولانا سعد الدین کاشغری
قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ شخص خبیث جہاں انتقال
کرے۔ یعنے جہاں جاوے اوسکی خباثت موقوف نہین
ہوتی جب تک اون صفات خبیثه کو ترک نکرے۔ جاننا
چاہیئے کہ مشایخ طریقت کا حال سفر و اقامت کے
اختیار کرنے مین مختلف ہے بعضے انمین ابتدا مین
سفر کرتے ہین۔ اور انتہا مین اقامت اختیار کرتے
ہین۔ اور بعضے ابتدا مین مقیم ہوتے ہین۔ اور
آخر مین سفر کرتے ہین۔ اور بعضے اول اور آخر
مقیم ہی رہتے ہین۔ سفر نہین کرتے اور بعضے ہمیشہ
سفر ہی کرتے ہین۔ اقامت نہین کرتے اور ان
چار فرقون مین ہر فرقہ کے سفر اور اقامت مین
نیت صادق اور غرض صحیح ہوتی ہے جیسا کہ عوارف
کے ترجمہ مین مشروح ہے۔ لیکن طریقہ خواجگان
قدس الله ارواحہم کا سفر اور اقامت مین
یہ ہے کہ ابتدا ے حال مین اتنا سفر کرتے ہین
کہ کسی بزرگ کی ملازمت مین پہنچ جاتے ہین اور پھر
اوسکی خدمت مین اقامت کرتے ہین اور جو اپنے ہی ملک
مین یا شہر مین کسی ایسے کو پاتے ہین تو سفر ترک
کر کے اوسکی ملازمت مین رہتے ہین اور خوب کوشش
کرتے ہین۔ ملکہ آگاہی کے حاصل کرنے مین بعد

حصول صفت ملکہ سفر و اقامت علی التسویہ

است حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس
سرہ فرمودہ اند کہ مبتدی را در سفر جز
پریشانی ہیچ حاصل نیست چون طالبے
بصحبت عزیزے رسد ویرا مے باید کہ اقامت
کردہ قیام خدمت وے نمودہ وصف تمکین
حاصل کند و ملکہ نسبت خواجگان قدس
اللہ تعالی ارواحہم بدست مے باید آورد
بعد ازان بہر جا کہ بود ہیچ مانع نیست

## رباعی

یارب چہ خوش ست بے دہان خندیدن
بیواسطۂ چشم جہان را دیدن
بنشین و سفر کن کہ بغایت خوش ست
بے منت پا گرد جہان گردیدن

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمان جامی قدس
سرہ در اشعۃ اللمعات در شرح این بیت کہ

## ع

آئینہ صورت از سفر دور ست
کان پذیرائے صورت از نور ست

چنان فرمودہ اند کہ بجانب صورت سفر کند
و جنبش نماید زیرا کہ پذیرائی صورت او جہت
صفا و نوریت وجہ خود شدہ است ہرچہ
در مقابلہ وے مے افتد در وے مینماید و صورت
آن در وے منطبع میگردد بے حرکت وے
بسوئے صورت ہمچنین چون آئینہ معنوی

---

حاصل ہونے صفت کے ملکہ کے سفر اور اقامت
دونو برابر ہین۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ مبتدی کو سفر مین
سوائے پریشانی کے اور کچھہ حاصل نہین جب
کوئی طالب کسی بزرگ کی صحبت مین پہنچے اوسے
چاہیئے کہ اقامت کرکے اوسکی خدمت مین رہے
اور وصف تمکین حاصل کرے۔ اور ملکہ نسبت
کا خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا تحصیل
کرے اسکے بعد جہان ہو کچھہ مانع نہین۔

## ترجمہ رباعی

یارب کیا اچھا ہے بے منہ کے ہنسنا
اور بے واسطے آنکھہ کے دیکھنا
بیٹھہ جا اور سفر کر کہ یہ بہت اچھا ہے
بے پاؤن کے جہان مین سیر کرنا

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمان جامی قدس
سرہ نے اشعۃ اللمعات مین اس بیت کی شرح مین کہ

## ع

آئینہ صورت از سفر دور ست
کان پذیرائے صورت از نور ست

یون فرمایا ہے کہ صورت کیطرف سفر نہین کرتا ہے
اسواسطے کہ صورت کا قبول کرنا بسبب صفا اور نوریت
اپنی وجہ کے ہوا ہے جو کچھہ اوسکے مقابلہ مین آئے
اور صورت دکھائی اوسکی صورت اوسمین منطبع
ہو جاتی ہے اور وہ آئینہ کچھہ حرکت صورت
کے طرف نہین کرتا اسی طرح دل کا آئینہ معنوی

دل از حشویات صور کونیہ خلاص یافت
و نور و صفا وے را گرفت و ظلمات خواہشہائے
طبعی زائل شد در قبول تجلیات ذات و
صفات الٰہیہ حاجت سیر و سلوک ندارد
زیرا کہ سیر و سلوک وے عبارت از تصفیہ
و تصقیل وجہ قلب است چون آن صفا و صقالت
رسید از سفر سیر و سلوک مستغنی شد—
خلوت در انجمن از حضرت خواجہ بہاؤ الدین
قدس اللہ سرہٗ پرسیدند کہ بنا ر طریقہ شما بر چیست
فرمودہ خلوت در انجمن بظاہر با خلق
و بباطن با حق سبحانہ تعالیٰ کہ مضمون
حدیث الصوفی ھو الکائن و البائن

شعر

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش
اینچنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

آنچہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرمودہ است کہ—
رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن
ذِكْرِ اللّٰهِ تعالیٰ اشارت باین مقام ست
فرمودہ اند کہ نسبت باطنی درین طریقہ
چنان افتادہ است کہ جمعیت دل در
ملا و در صورت تفرقہ بیشتر ازان بود
کہ در خلوت فرمودہ اند کہ طریقہ ما صحبت
ست کہ در خلوت شہرت و در شہرت
خیریت و جمعیت در صحبت بشرطیکہ نفی
بود در یکدیگر خواجہ اولیا ر کبیر قدس سرہٗ

صور کونیہ کے حشویات سے خلاص ہوتا ہے
اور نور و صفا اوسکو حاصل ہو جاتا ہے۔ اور طبعی
خواہشون کے ظلمات زائل ہو جاتے ہین۔ تو
وہ تجلیات ذاتیہ اور صفاتیہ الٰہیہ کا قبول
کرنیوالا ہو جاتا ہے۔ پکہہ حاجت سیر و سلوک
کی نہین رکہتا۔ اسواسطے کہ اوسکا سیر و سلوک
تصفیہ و تصقیل قلب کی وجہ کا ہے۔ جب وہ
صفا اور صقالت کو پہنچ گیا۔ سفر سیر و سلوک سے
مستغنی اور بے پروا ہو گیا— خلوت در انجمن حضرت
خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ سرہٗ سے پوچہا کہ
آپکے طریقہ کی بنا کس چیز پر ہے فرمایا خلوت
در انجمن پر بظاہر با خلق۔ اور بباطن با حق سبحانہ
کہ حدیث شریف کا مضمون ہے اَلصُّوْفِيُّ هُوَ
الْكَائِنُ وَالْبَائِنُ— ترجمہ شعر

باطن مین آشنا ہو اور ظاہر مین بیگانہ رہ
ایسا زیبا روش شخص جہان مین کم ہوتا ہے

وہ جو حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ
ایسے لوگ ہین کہ اونکو سوداگری اور خرید و فروخت
اللہ کے ذکر سے غافل نہین کرتے۔ وہ اسی
مقام کا اشارہ ہے۔ فرمایا ہے کہ باطنی
نسبت اس طریقہ کی ایسی ہی ہے۔ کہ ظاہر مین جمعیت دل
کی اور تفرقہ کی صورت مین اس سے زیادہ جو خلوت مین
ہو۔ اور فرمایا کہ ہمارا طریقہ صحبت ہے کہ خلوت مین شہرت
ہوتی ہے۔ اور شہرت مین آفت ہے۔ خیریت و جمعیت صحبت
مین ہے بشرطیکہ باہم گرنفی ہو خواجہ اولیار کبیر قدس سرہٗ نے

فرموده اند که خلوت در انجمن آنست که
اشتغال و استغراق در ذکر بمرتبه برسد
که اگر ببازار در آید هیچ سخن و آواز کسی از
بازاریان نشنود از استیلاء ذکر بر حقیقت
دل حضرت خواجه عبید الله احرار قدس
سرهٔ فرموده اند که بسبب اشتغال بذکر از
روی جد و اهتمام در مدت پنج شش روز
باین مرتبه میرسد که همه آوازها و حکایات
مردم ذکر نماید و سخن که گوید ذکر شنود در
جمع قاضی محمد قدس سره منقول ست
که حضرت خواجه عبید الله احرار فرموده
اند که در ابتداء سلوک ذکر بر من چنان
مستولی بود که اگر باد میوزید یا برگ در
خت جنبید و یا آواز گفتگوی مردمان بگوش
من میرسید همه ذکر می پنداشتم هرگاه در
بدایت حال چنان نشود نهایت وی بنهایت
کمالات ذات نرسد یاد کرد و آن عبارت
از ذکر لسانی و با قلب ست حضرت مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سره فرموده
اند که طریق تعلیم ذکر آنست اول شیخ بدل
گوید لا اله الا الله محمد رسول الله مرید دل خود را
حاضر کند و بمقابلهٔ دل شیخ بدارد و چشم فراز
کند و دهان استوار دارد و زبان را بکام
چسپاند و دندان را بر هم نهد و نفس را
بگیرد و با قوت و تعظیم تمام ذکر شروع کند

فرمایا ہے کہ خلوت در انجمن یہہ ہے کہ اشتغال
و استغراق ذکر مین اس مرتبہ کو پہنچے کہ اگر
بازار مین آوے بازار والون کی کوئی بات
اور آواز نہ سنائی دے ایسا غلبہ ذکر کا
دل کی حقیقت پر ہو۔ خواجہ عبید اللہ احرار قدس
سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ذکر مین مشتغل ہونا کوشش
و اہتمام سے پانچ چہہ روز مین حاصل ہوجاتا
ہے کہ سب آوازین اور حکایتین لوگونکے
ذکر معلوم ہوتی ہین۔ اور جو بات کرتا ہے ذکر
سنائی دیتا ہے۔ قاضی محمد قدس سرہٗ کے جمع
مین منقول ہے کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ابتدا سے سلوک مین
ذکر مجہپر اسقدر غالب تہا کہ اگر ہوا بہی چلتی تہی
یا کسی درخت کا پتہ کہڑکتا تہا۔ یا کسی آدمی کی
آواز میرے کان مین پہنچتی تہی سب کو ذکر معلوم
ہوتا تہا جسکا ابتدا مین حال ایسا نہوے نہایت
مین کمالات ذات کو نہین پہنچتا ہے۔ یاد کرد کہتے
ہین ذکر زبانی دل کے ساتھ حضرت مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ
ذکر کی تعلیم کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے شیخ دل مین کہے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مرید اپنا دل حاضر
کرے اور شیخ کے دل کے مقابلہ مین رکہے اور آنکہین
بند کرلے اور منہ مضبوط بند کرے اور زبان کو تالو
سے لگاوے۔ اور دانت دانتون پر رکہہ لے اور
سانس کو ٹہیراوے اور خوب قوت و تعظیم سے ذکر کرے

موافقت شیخ بدل گوید نہ بزبان و حبس
نفس صبر کند در یک نفس سہ بار گوید چنانکہ
اثر حلاوت ذکر بدل برسد و حضرت خواجہ
عبید اللہ احرار قدس سرہ در بعضی از
کلمات قدسیہ نوشتہ اند کہ مقصود
از ذکر آنست کہ دل ہمیشہ آگاہ بحق سبحانہ
تعالی باشد بوصف محبت و تعظیم اگر
در صحبت ارباب جمعیت این آگاہی حاصل
شود خلاصہ ذکر حاصل شد و اگر در صحبت
این آگاہی حاصل نشود طریق آنست کہ ذکر
گفتہ شود بطریقی کہ در فصل سابق گذشتہ
و بازگشت عبارت ست از ملاحظہ ذکر
یعنی ہر بارے کہ بزبان و دل کلمہ طیبہ را
بگوید باید کہ در عقب آن ہمان زیادہ
گوید خداوندا مقصود من توئی و رضای تو
زیرا کہ این کلمہ بازگشت نفی کنندہ ہر
خاطرے را کہ بیاید از نیک و بد تا ذکر
او خالص ماند و سر او از ماسوی فارغ
گردد اگر مبتدی در بدایت ذکر بکلمہ باز
گشت از خود صدقے در نیابد باید کہ ترک
آن نکند زیرا کہ بتدریج آثار صدق بظہور
مے آید و نگاہداشت و آن عبارت از
مراقبہ خواطر ست چنانکہ در یک دم چند
بار کلمہ طیبہ بگوید تا خاطر بغیر نرود و
حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ در معنی این کلمہ

موافق شیخ کے - دل سے کہے زبان سے نہین
اور سانس کو روکے - ایک سانس مین تین
دفعہ کہے ایسا کہ ذکر کی حلاوت کا اثر دل مین
پہنچے اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس
سرہ نے اپنے بعضے کلمات قدسیہ مین لکہا ہے
کہ ذکر سے مقصود یہہ ہے کہ دل ہمیشہ حق سبحانہ
تعالی سے آگاہ رہے - محبت اور تعظیم کے ساتھ
- اگر یہ آگاہی اہل جمعیت کی صحبت مین حاصل
ہو جائے تو خلاصہ ذکر کا حاصل ہو گیا اور جو
صحبت مین یہ آگاہی حاصل نہو تو یہ طریقہ ہے
کہ ذکر کیا جائے - اوس طرح جس طرح پہلی
فصل مین گزرا ہے - اور بازگشت کہتے ہین ذکر
کے ملاحظہ کو یعنے ہر دفعہ جب زبان و دل سے
کلمہ طیبہ کہے تو اوسکے پیچہے اوسی زبان سے کہے
کہ الہی میرا مقصود توہی ہے اور تیری رضا
اسواسطے کہ یہ کلمہ بازگشت نفی کرنے والا ہے
ہر خطرہ کا نیک و بد جو آئے تاکہ اوس کا ذکر
خالص ہو جائے اور اوسکا خیال ماسوا سے
فارغ ہو اگر مبتدی شروع مین بازگشت کے
کلمہ کا صدق اپنے مین نپائے - تو چاہیئے کہ ترک
نہ کرے اسواسطے کہ رفتہ رفتہ صدق کا ظہور
ہو جائیگا - نگاہداشت کہتے ہین خطرون کے
مراقبہ کو ایک دم مین کئی دفعہ کلمہ طیبہ کہے تاکہ
غیر کا خطرہ نہ آئے حضرت مولانا سعد الدین قدس
سرہ نے اس نگاہداشت کے کلمہ کے یہ معنے

فرموده اند باید که یک ساعت و دو ساعت
و زیاده از دو ساعت آنقدار که میسر شود
خاطر خود را نگاهدارد که غیرے بخاطر وی نگذرد
از خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمة که از کبار
اصحاب و مخصوصات حضرت خواجہ
عبید الله احرار بودند منقول ست که
فرموده اند که ملکه در نگاهداشت بآن وجه
رسیده است که از وقت طلوع فجر
تا چاشت بلند دل را از خطور اغیار
نگاه می توان داشت بوجهے که درین
مقدار زمان قوت متخیله از عمل خود معزول
گردد۔ پوشیده نماند که عزل قوت متخیله
بتمامہا از عمل اگرچه نیم ساعت باشد نزد
اہل تحقیق امرے بغایت عظیم ست و آن
از نوادر ست و بعضے اکمل اولیا را احیاناً
این معنی دست مے دہد چنانکه حضرت شیخ
محی الدین ابن العربی قدس الله تعالیٰ سره
در فتوحات مکی آنجا که بیان سجود قلب کرده
اند در اسئوله و اجوبه خواجه محمد علی حکیم ترمذی
قدس الله تعالیٰ سره تحقیق این کرده اند +
یادداشت که مقصود ازین بلطف عبارت
از دوام آگاہی است بحق سبحانه تعالےٰ
بر سبیل ذوق و بعضے باین عبارت گفته
اند که حضور بے غیبت ست و نزد اہل تحقیق
مشاہده که استیلائے شہود حق ست بر دل

فرمائی ہیں۔ چاہیئے کہ ایک ساعت و دو ساعت
اور دو ساعت سے زیادہ جسقدر ہوسکے اپنی
خاطر کو نگاہ رکھے۔ کہ غیر کا خطرہ اسمیں
نہ آئے۔ حضرت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ جو
بڑے اصحاب اور مخصوصان حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے ہیں ان سے
منقول ہے کہ ملکہ نگاہ داشت میں اوس وجہ
سے پہونچا ہے۔ کہ طلوع فجر سے جبتک چاشت
کا وقت بلند ہو۔ دل کو اغیار کے خطروں سے
نگاہ رکھہ سکتا ہے ایسی طریقہ پر کہ اس قدر
وقت میں قوت متخیلہ اپنے عمل سے معزول ہوجائے
پوشیدہ نرہے کہ قوت متخیلہ کا بالکل معزول
ہوجانا اگرچہ آدہی ساعت ہو۔ اہل تحقیق
کے نزدیک ایک امر نہایت بہت بڑا اور
بہ نوادر سے ہے اور بعضے بڑے اہل کمال
کو یہ بات کبہی کبہی حاصل ہوتی ہے جیساکہ حضرت
شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ نے فتوحات
مکی میں جس جائے بیان سجود قلبی کا کیا ہے سوال و
جواب میں خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس
اللہ سرہٗ کے اس امر کی تحقیق لکہی ہے یادداشت
اس سے مقصود دوام آگاہی ہے۔ حق
سبحانہٗ تعالےٰ سے بر سبیل ذوق کے
اور بعضوں نے کہا ہے حضور بے غیبت ہے
اور اہل تحقیق کے نزدیک مشاہدہ ہے
کہ استیلائے شہود حق ہے۔ دل پر

بتوسط حب ذاتی کنایت از حضور یادداشت
و حضرت خواجه احرار در شرح این چهار
کلمه که مذکور شد این عبارت فرموده
اند که یادکرد عبارت از تکلف ست
در ذکر و بازگشت عبارت از رغبت
بحق سبحانه و تعالی بران وجه که هر بار
که کلمه طیب را گوید از عقب آن بدل
اندیشد که خداوندا مقصود من توئی و
نگاهداشت عبارت از محافظت این رجوع
ست و یادداشت عبارت از رسوخ ست
در نگاهداشت - وقوف زمانی حضرت بهاؤالدین
قدس سره فرموده اند وقوف زمانی که کار
گذارنده راه ست آنست که بنده واقف
احوال خود باشد در هر زمانے که صفت و
حال او چیست موجب شکر ست یا موجب عذر و حضرت
مولانا یعقوب چرخی قدس سره فرموده اند و
در حال بسط بشکر فرموده اند که رعایت این
دو حال وقوف زمانی ست و هم حضرت خواجه
بزرگ فرموده اند که بنامی کار سالک را در وقوف
زمانی بر ساعت نهاده اند تا دریابند نفس شود
که بحضور میگذرد یا بغفلت که اگر بر نفس بنا نکنند
دریافتن این دو صفت نشود و وقوف زمانی
عبارت از محاسبه است حضرت خواجه بزرگ فرموده
اند که محاسبه آنست که هر ساعتے که آنچه بر ما
گذشته است محاسبه میکنیم که غفلت

بواسطہ حب ذاتی کے کنایہ حضور یادداشت
سے اور حضرت خواجہ احرار نے ان چارون
کلمون کی شرح جو مذکور ہوئے ہین یون فرمائی
ہے کہ یادکرد ذکر مین تکلف ہے اور
بازگشت حق سبحانہ تعالےٰ سے رغبت اس
وجہ سے کہ ہر دفعہ جو کلمہ طیبہ کہے اوسکے پیچھے
کہے کہ خداوندا میرا مقصود توئی ہے اور
نگاہداشت محافظت اس رجوع کی ہے -
اور یادداشت رسوخ نگاہداشت سے ہے -
وقوف زمانی حضرت خواجہ بہاؤالدین
قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ وقوف زمانی یہ
ہے کہ بندہ اپنے حال سے واقف ہو ہر وقت
کہ اوسکا کیا حال اور کیا صفت ہے - شکر کے
لائق ہے یا عذر کے - اور حضرت مولانا یعقوب
چرخی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اور بسط کے
حال مین شکر ہے کہ رعایت ان دونون حال
کی وقوف زمانی ہین اور یہ بھی حضرت خواجہ
بزرگ نے فرمایا ہے کہ سالک کی بنا رکار
وقوف زمانی مین ساعت پہ مقرر ہے کہ
معلوم کرے نفس کو کہ حضور مین گزرتا ہے یا
غفلت مین - اگر سانس پہ بنا نہ کرین تو ان
دونو صفتون کو معلوم نہین کرنے کا وقوف زمانی
محاسبہ ہے حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے
کہ محاسبہ یہ ہے کہ جو ساعت ہم پہ گزری
ہے محاسبہ ہم کرتے ہین کہ غفلت

چیست و حضور چیست می بینم که همه
نقصان ست بازگشت می کنم و عمل از
سر می گیریم و توقف عددی و آن عبارت
از رعایت عدد است در ذکر حضرت خواجه
بزرگ بهاؤ الدین قدس الله تعالی سره
فرموده اند که رعایت عدد در ذکر قلبی
برای دفع خواطر متفرقه است و آنچه در
کلام خواجگان قدس الله تعالی ارواحهم
واقع ست که فلانی مر فلانی را بوقوف
عددی امر فرمود مقصود ذکر قلبی ست با
رعایة عدد نه مجرد رعایت عدد در ذکر قلبی
و ذاکر را باید که در یک نفس سه کرت یا پنج
کرت یا هفت کرت یا بست و یک کرت ذکر
گوید و عدد طاق را لازم شمرد و حضرت خواجه
علاء الدین عطار قدس الله تعالی روحه
فرموده اند بسیار گفتن شرط نیست باید
که هر قدر که گوید از سر وقوف و حضور باشد
تا فائده این مرتب گردد و چون در ذکر
قلبی عدد از بست و یک بگذرد و اثر ظاهر
نشود دلیل باشد بر بی حاصلی آن عمل و
اثر ذکر آن بود که در زمان نفی وجود بشریت
منتفی شود و در زمان اثبات اثری از آثار
تصرف جذبات الوهیت مطالعه افتد و آنکه
حضرت خواجه بزرگ فرموده اند که وقوف
عددی اول مرتبه علم لدنی ست میتواند بود که

کیا ہے اور حضور کیا ہے - ہم دیکھتے ہین کہ سب
نقصان ہے - بازگشت کرتے ہین - اور نئے
سرے سے عمل کرتے ہین - وقوف عددی
رعایت عدد کی ہے ذکر مین حضرت خواجہ
بزرگ بہار الدین قدس اللہ تعالے سرہ
نے فرمایا ہے کہ رعایت عدد کی ذکر قلبی
مین واسطے دفع کرنے خواطر متفرقہ کے ہے
اور وہ جو خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے
کلام مین واقع ہے کہ فلان نے فلان کو وقوف
عدد فرمایا اوس سے مقصود ذکر قلبی ہے عدد
کی رعایت کے ساتھ - نہ فقط عدد کی رعایت
ذکر قلبی مین اور ذاکر کو چاہئے ایک سانس مین
تین دفعہ یا پانچ مرتبہ یا سات بار یا اکیس
بار ذکر کرے - اور طاق عدد کو لازم کرلے
حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ
روحہ نے فرمایا ہے بہت کہنے کی شرط نہین
چاہئے کہ جسقدر کہے وقوف اور حضور کے ساتھ
کہے کہ فائدہ ہو اور جب ذکر قلبی مین عدد
اکیس سے بڑھ جائے اور اثر ظاہر نہو تو یہ
بیحاصلی کی دلیل ہے اوس ذکر کے اور ذکر کا
اثر اسے کہتے ہین کہ نفی کے وقت بشریت کے
وجود کی نفی ہو جائے اور اثبات کے وقت
جذبات الوہیت کے تصرف کے آثار کا اثر دہیان
مین آئے اور وہ جو حضرت خواجہ بزرگ نے
فرمایا ہی کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی ہو سکتا ہے

نسبت با اہل ہدایت اول مرتبہ لدنی مطالعہ
این آثار تصرفات جذبات الوہیت بود
کہ حضرت خواجہ علاء الدین فرمودہ اند چہ
آن کیفیتی و حالتیست کہ موصول ست بمرتبہ
قرب و علم لدنی دران مرتبہ مکشوف میشود
و نسبت با اہل نہایت وقوف عددی کہ اول
مرتبہ علم لدنی ست آن باشد کہ ذاکر
واقف شود بر سریان واحد حقیقی در مراتب
اعداد کونی ہمچنانکہ واقف ست بر سریان
واحد عددی در مراتب اعداد حسابیہ

شعر

اعداد کون و صورت کثرت نمایشیست
فالکل واحد متجلی بکل شان
دیکے از اکابر محققان این مضمون را چنین گفتہ
است ؎

کثرت چو نیک در نگری عین وحدت ست
ما را شکے نماند درین گر ترا شکے ست
در ہر عدد کہ بنگری از روی اعتبار
گر صورتش نہ بینی در مادہ اش یکیست

و در شرح عبارات فرمودہ ؎

در مذہب اہل کشف و ارباب خرد
ساری ست احد در ہمہ افراد عدد
زیراکہ عدد گرچہ برون ست ز حد
ہم صورت و ہم مادہ اش ہست احد

و بتحقیقت این وقوف ست کہ اول مرتبہ علم لدنیست

اہل ہدایت کی نسبت علم لدنی کا پہلا مرتبہ
تصرفات جذبات الوہیت کے آثار کا مطالعہ
ہو جو کہ حضرت خواجہ علاء الدین نے فرمایا ہے
اسلئے کہ وہ ایک کیفیت او حال ہے جو قرب کے مرتبہ
وصل ہے - اور علم لدنی اس مرتبہ میں مکشوف ہوتا ہے اور
اہل نہایت کی نسبت وقوف عددی کی جو اول مرتبہ علم لدنی
کا ہے یہ ہو - کہ ذاکر واقف ہو - واحد حقیقی
کے سریان کا اعداد کونی کے مراتب میں جیسے
واقف ہے واحد عددی کے سریان کا -
اعداد حسابی کے مراتب میں -

جہان کے اعداد و کثرت ایک نمائش ہے
سب احد ہے کہ ہر شان میں تجلی کر رہا ہے

اور بڑے محققوں میں سے ایک بزرگ نے اس
مضمون کو یون فرمایا ہے ؎

کثرت جو غور سے دیکھو عین وحدت ہے
مجھکو کچھ شک نہیں رہا اگر تجھکو کچھ شک ہے
ہر عدد میں اعتبار کی رو سے اگر اوسکی
صورت نہ دیکھے تو اوسکی مادہ میں ایک ہے

اور شرح عبارات میں فرمایا ہے ؎

اہل کشف و اہل خرد کے مذہب میں
واحد سب افراد میں سریان کئے ہوئے ہے
کو واسطے کہ اعداد اگرچہ حد سے باہر ہے
اوسکی صورت اور مادہ واحد ہی ہے

اور حقیقت میں یہہ وقوف ہے جو
علم لدنی کا اول مرتبہ ہے -

**فارسی**

واللہ اعلم بالصواب +

پوشیدہ نماند کہ علم لدنی علمی ست کہ اہل قرب را بتعلیم الٰہی و تفہیم ربانی معلوم و مفہوم میشود نہ بدلائل عقلی و شواہد نقلی چنانچہ کلام قدیم در حق حضرت خضر ع فرمودہ و علمناہ من لدنا علما و فرق میان علم یقینی و علم لدنی آنست کہ علم یقینی عبارت از ادراک ذات و صفات الٰہی ست و علم لدنی کنایت از ادراک معنی و فہم کلمات از حق سبحانہ و تعالیٰ بطریق الہام و وقوف قلبی و آن بر دو معنے محمول ست یکے آنکہ دل ذاکر واقف و آگاہ باشد بحق سبحانہ و تعالےٰ و آن از مقولہ یاد داشت ست حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ در بعض کلمات قدسیہ خود نوشتہ اند کہ وقوف قلبی عبارت از آگاہی و حاضر بودن دل ست بجناب حق سبحانہ و تعالیٰ بر آن وجہ کہ دل را ہیچ بایستی غیر از حق سبحانہ و تعالیٰ نباشد و معنی دوم آن ست کہ ذاکر از دل واقف بود یعنے در اثنائے ذکر متوجہ قطعہ لحم صنوبری الشکل شود و او را بمجاز دل مے گویند - و در جانب الیسر محاذ سے پستان چپ واقع ست ٭٭٭

**اردو**

واللہ اعلم بالصواب +

پوشیدہ نہ ہے کہ علم لدنی وہ علم ہے کہ اہل قرب کو تعلیم آلٰہی اور تفہیم ربانی سے معلوم اور مفہوم ہوتا ہے وہ عقلی دلیلوں سے اور نقلی شواہد سے نہین معلوم ہوتا - جیسا قرآن عظیم مین خضر علیہ السلام کے حق مین فرمایا ہے اور ہم سکھایا تھا اوسکو اپنے پاس سے علم اور علم یقینی اور علم لدنی مین یہ فرق ہے کہ علم یقینی ذات و صفات الٰہی کے ادراک کو کہتے ہین اور علم لدنی اوسے کہتے ہین جو بطریق الہام کے حق سبحانہ و تعالیٰ کے کلمات کے معنے ادراک کرے و وقوف قلبی دو معنی پر بولا جاتا ہے - ایک تو یہ کہ ذاکر کا دل واقف اور آگاہ ہو حق سبحانہ و تعالیٰ سے - اور یہ مقولہ یاد داشت سے ہے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ نے اپنی بعضے کلمات قدسیہ مین لکھا ہے کہ وقوف قلبی کہتے ہین دل کے آگاہی اور حاضر ہونے کو حق سبحانہ تعالےٰ کی جناب مین ایسی وجہ پر کہ دل کو کوئی ضرورت سوائے حق سبحانہ و تعالےٰ کے نہو - اور دوسرے معنے یہ ہین کہ ذاکر دل سے واقف ہو یعنے ذکر کے درمیان قطعہ لحم صنوبری شکل کیطرف متوجہ ہو اور اوسے مجازاً "دل" کہتے ہین اور وہ بائین طرف پستان سے تلے واقع ہے ٭٭٭

و او را مشغول و گویا بذکر گردانند و نگزارد
که از ذکر و مفهوم ذکر غافل و ذاہل گردد۔
حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ تعالیٰ
سرہٗ در ذکر حبس نفس و رعایت عدد
را لازم نمے شمرند۔ اما وقوف قلبی را ہر دو
معنے کہ گفتہ اند مہم مے داشتند و لازم
مے شمردند۔ زیرا کہ خلاصہ آنچہ مقصود
ست از ذکر در وقوف قلب ست۔

شعر

مانند مرغے باش ہان بر بیضۂ دل پاسبان
کز بیضۂ دل زایدت مستی و ذوق و قہقہہ

اور اوسے مشغول اور گویا ذکر سے کرنے
اوسے چھوڑ نہ سے کہ وہ ذکر اور مفہوم سے
ذکر کے غافل ہو جائے حضرت خواجہ
بہاؤ الدین قدس سرہ ذکر میں حبس اور
عدد کی رعایت لازم نہیں گنتے۔ مگر
وقوف قلبی کو دونو معنے سے جو ذکر ہوئے
ہیں ضرور جانتے تھے۔ اور لازم شمار کرتے
تھے۔ اسواسطے کہ خلاصہ مقصود ذکر کا وقوف قلبی ہے

شعر

مرغ کی طرح دل کے بیضہ پر نگہبان رہو
کہ دل کے بیضہ سے مستی اور ذوق اور خوشی پیدا ہوگی

## فصل ۴

در بیان توجہ و غیر آن۔ طریقہ توجہ این طائفہ
علیہ و پرورش نسبت باطنی ایشان چنانست
ہر گاہ کہ خواہند بدل اشتغال نمایند
اولاً صورت آن شخص کہ این نسبت ازو
یافتہ باشند در خیال در آرند تا آن زمان
کہ اثر حرارت و کیفیت معہودہ ایشان
پیدا شود بعد از ان آن خیال را نفی نکنند
بلکہ آنرا نگاہدارند و بچشم و گوش و ہمہ
قوی بآن خیال متوجہ بقلب شوند کہ
عبارتست از حقیقت جامع انسانی کہ
مجموعہ کائنات از علوی و سفلی مفصل آنست

## فصل ۴

توجہ وغیرہ کے بیان میں۔ اس طائفہ علیہ کی توجہ کا
طریقہ اور باطنی نسبت کی پرورش کا دستور
یون ہے کہ جب چاہیں دل سے مشغول ہون تو
پہلے اُس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت
حاصل کی ہے خیال میں لائیں۔ اوسوقت
تک کہ حرارت کا اثر اور کیفیت معہودہ ظاہر
ہو۔ اسکے بعد اوس خیال کی نفی نہیں کرتے
بلکہ اوسے نگاہ رکہتے ہیں۔ اور آنکھ اور
کان اور تمام قوی سے اوس خیال کے ساتھ
قلب کی طرف متوجہ ہون۔ جو حقیقت جامع
انسانی ہے جسکے تفصیل کائنات علوی اور سفلی ہے

اگرچہ آن از حلول در اجسام منزہ
ست اما چون نسبتے میان او و میان
این قطعہ صنوبری ست پس توجہ
باین لحم صنوبری باید بود و چشم و
فکر و خیال و ہمہ قوی را بر آن
باید گماشت و ما شک نداریم کہ درین
حالت کیفیت غیبت و بیخودی سر
شدن آغاز کند آن کیفیت را راہی
فرض باید کرد و ہر خطرہ کہ در آید بتوجہ
بحقیقت قلب خود نفی آن باید کرد
اگر نفی نہ شود التجا بصورت آن
شخص باید کرد تا باز آن نسبت
پیدا شود آن زمان خود صورت
نفی خواہد شد و اما باید کہ شخص
متوجہ آن صورت را نفی نہ کند
و اگر چنانچہ بآن صورت وسواس
نفی نہ شود چند نوبت باسم
یا فَعَّالُ بحسب معنے در دل مشغول
شود اگر باین نیز دفع نہ شود در
دل چند نوبت بتامل کلمہ لا الہ
الا اللہ بدین طریق کہ لا موجود
الا اللہ تصور کند و آن وسوسہ
مشوش از ہر نوع کہ باشد و چون
موجودی ست از موجودات ذہنی
بحقیقت آن را بحق سبحانہ و تعالی قایم بیند

اگرچہ وہ حقیقت جامع انسان مین حلول
کرنے سے پاک و منزہ ہے لیکن جبکہ نسبت
اوسکے درمیان اور اس قطعہ صنوبری شکے
درمیان مین ہے۔ تو توجہ اس لحم صنوبری
شکل کی طرف کرنی چاہیئے۔ اور آنکھہ اور
فکر اور خیال اور سب قوی کو اوسکی طرف
متوجہ کرے اور ہمین اسمین کچھہ شک نہین کہ
اس حالت مین غیبت و بیخودی کی کیفیت دکھانے
دینی شروع ہو۔ اوس کیفیت کو ایک راہ
فرض کرنا چاہیئے۔ اور جو خطرہ کہ آوے
اوس کو اپنے قلب کی حقیقت کی توجہ سے
اوسکی نفی کرنی چاہیئے۔ اگر نفی نہو سکے تو
اوس شخص کی صورت سے التجا کرے کہ پھر وہ
نسبت پیدا ہو جاوے۔ اوس وقت خود
صورت نفی کی ہو جاوے گی۔ لیکن چاہیئے
کہ وہ شخص متوجہ اوس صورت کی نفی نکرے
اور جو اوس صورت سے وسواس نجاوین تو
کئی بار اسم یا فَعَّالُ کے معنے سے دل مین
مشغول ہو۔ اور جو اس سے بھی وسواس
دفع نہون۔ تو دل مین کئی بار تامل کے ساتھ
کلمہ لا الہ الا اللہ اس طریق سے تصور کرے
کہ لا موجود الا اللہ۔ اور وہ وسوسہ جو پریشان
کرنیوالا ہے جس قسم کا ہو جب ایک موجود
ہے اور موجودات ذہنی سے حقیقت مین
اوسے حق سبحانہ تعالی کے ساتھہ قایم دیکھے

بلکه عین حق داند زیرا که باطل نیز
بعض از ظهورات حق ست کما قال
الشیخ ابو زید قدس سره اشعار

لا تنکر الباطل فی طوره
فانه بعض ظهوراته
واعط منه بمقداره
حتی توفی حق اثباته

وقال الشیخ مؤید الدین الجندی فی تتمتها

فالحق قد یظهر فی صورة
ینکرها الجاهل فی ذاته

وشک نیست که باین عمل ذوقے شود
ونسبت عزیزان قوت گیرد
آن زمان آن فکر را نیز نفی
کند وبحقیقت بیخودی متوجه
شود وازپئے آن برود واگر با آنکه
لا اله الا الله در دل بگوید
الله را مد بدهد وبدل فرو برد
وآن مقدار مشغول شود که بسیار ملول
نه گردد چون ببیند که ملول خواهد
شد ترک کند و بداند که مادام غیبت
وبیخودے ونسبت عزیزان در
ترقے باشد فکر در حقائق اشیاء
توجه بجزئیات عین کفر ست ع
باخودی کفر وبیخودی دین ست

بلکہ عین حق جانے۔ اس واسطے کہ باطل
بھی بعضے ظہورات حق سے ہے جیسا
فرمایا ہے حضرت ابو یزید قدس سرہ نے

باطل کا انکار نہ کر اوسکے طور میں
کہ وہ بھی اوسکے بعضے ظہورات سے ہے
اور اوسکا حق اوسکے مقدار سے دے
تاکہ پورا کرے تو اثبات کا حق

اور کہا ہے شیخ مؤید الدین جندی نے اپنے تتمہ میں

کبھی حق ظاہر ہوتا ہے کسی صورت میں
کہ جاہل انکار کرتا ہے اسکی ذات میں

اور شک نہیں کہ اس عمل کرنے سے ایک
ذوق ہو۔ اور نسبت عزیزوں کی قوت
حاصل کرے اور اوس وقت اوس فکر
کی بھی نفی کرے۔ اور بیخودی کی حقیقت
سے متوجہ ہو اور اوسکا پیچھا پکڑے۔ اور اگر
باوجودیکہ لا الہ الا اللہ دل میں کہے اور اللہ
کو مد دے۔ اور دل میں اندر لے جائے
اور اس قدر مشغول ہو کہ بہت ملول نہ ہو جائے
اور جب دیکھے کہ ملول ہوگا۔ ترک کرے
اور یہ جان لے کہ جبتک غیبت اور بیخودی
اور عزیزوں کی نسبت ترقی میں ہو۔ حقائق
اشیاء میں جزئیات کے طرف توجہ عین
کفر ہے ع باخودی کفر و بیخودی دین ست

## فارسی

بلکه فکر در اسمار و صفات حق سبحانه
و تعالے هم نباید کرد زیرا که مطلب
این طائفه علیّه توجه به نسبتی
ست که سرحد وادی حیرت
ست و مقام تجلی انوار ذات
ست و ذکر اسما و صفات شک
نیست که ازین مرتبه فروترست

شعر

تو مباش اصلا کمال این ست و بس
رو در و گم شو وصال این ست و بس

و باید که در بازار و گفت گوی و اکل و
شرب و همه حالات آن حقیقت
جامع را نصب العین خود سازد
و او را حاضر داند و بصور جزویه
از حضرت جامعه خود غافل
نشود بلکه همه اشیار را بوے قایم
داند و سعی کند که آن را در همه
موجودات مستحسنه و غیر مستحسنه
مشاهده نماید تا بجائے رسد
که خود را همه بیند و همه اشیارا
آئینه جمال باکمال خود داند و در
حالت سخن گفتن نیز باید
که ازین مشاهده غافل نشود بلکه
گوشه چشم دل او بدان سو باشد
اگرچه بظاهر بچیز هاے دیگر

## اردو

بلکه فکر حق سبحانه تعالے کے اسمار
و صفات مین بهی نه کرنا چاهئے اسواسطے
که اس طائفه علیه کا مطلب اوس
نسبت کی طرف توجه هے جو وادے
حیرت کی سرحد هے ـ اور انوار ذات
کی تجلی کا مقام هے ـ اور اسمین کچهه شک
نهین که اسمار صفات کا ذکر اسمرتبه سے نیچے هے

ترجمه شعر

تو هرگز باقی نره کمال بس یهی هے
جا اوسمین گم هو جا بس وصال یهی هے

اور چاهئے که بازار مین اور کهانے پینے مین اور
هر حال مین وه حقیقت جامعه اپنی آنکهون کے
سامنے رکهے ـ اور اوسے حاضر جانے اور
جزئیه صورتون مین دیکهه کر اپنے حضرت جامعه
سے غافل نهو ـ بلکه تمام اشیار کو اوس
کے ساتهه قایم جانے اور کوشش کرے
که اوسکو تمام اچهی موجودات اور بری
موجودات مین مشاهده کرے ـ یهان
تک که ایسے مرتبه کو پهنچ جائے که اپنے
آپکو بهی سب وه هی جانے اور
تمام اشیا کو اپنے جمال باکمال کا
آئینه جانے ـ اور بات کرنے مین
بهی چاهئے که اس مشاهده سے غافل
نهو ـ بلکه دل کی آنکهه کا گوشه اوسی طرف لگا
رهے اگرچه ظاهر مین اور چیزون سے ـ

مشغول باشد چنانچه فرموده اند

شعر

از درون شو آشنا و از برون بیگانه باش

این چنین زیبا روش کم می بود اندر جهان

و هرچند که صحبت بیشتر باشد این نسبت
قوی تر گردد و چون بمرتبه برسد که تفرقه
میان دل و زبان نتواند کردن و خلق
او را از حق حجاب نشود و حق حجاب از
خلق نه گردد و آن زمان تواند که بصفت
جذبه در دیگران تصرف کند و از جانب
ارشاد دعوت خلق بحق آن کسے را باشد
که باین مرتبه برسد و باید که خود را
از غضب راندن نگاهدارد که راندن غضب
ظرف باطن را از نور معنی تهی و خالی میسازد
و اگر ناگاه غضبے واقع شود یا تصورے
دست دهد کدورتے قوی ظاهر گردد و
سررشته نسبت کم گردد و یا ضعف شود
غسلے کند اگر قوت مزاج وفا کند
بآب سرد صفا میسد هد و الا به آب
گرم و جامه پاک بپوشد و در خالی
جائے دو رکعت نماز بگزارد و چند
نوبت بقوة نفس بر کشد و خود را خالی
سازد و بعد از آن بهمان طریق که گذشت
متوجه شود و در ظاهر و نیز پیش حضرت
جامع خود تضرع کند و بکلی توجه باو نماید

مشغول ہو۔ چنانچہ فرمایا ہے

شعر

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ باش

این چنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

اور جسقدر صحبت زیادہ ہوگی اوسی قدر نسبت
زیادہ ہوتی جائیگی۔ اور جب اس مرتبہ کو پہونچے
کہ دل اور زبان مین تفرقہ نکر سکے۔ اور خلقت اوسکو
اللہ کا حجاب نہو۔ اور حق اوسکو خلقت کا حجاب نہو
اوسوقت ہو سکتا ہے کہ بصفت جذبہ اور لوگون
مین تصرف کرے۔ اور اجازت ارشاد کی خلقت
کو اللہ کی طرف بلانے کی اوس شخص کو ہوتی ہے
جو اوس مرتبہ کو پہونچ جائے۔ اور چاہئیے کہ اپنے
تئین غصہ کرنے سے بچائے کہ غضب ہونے سے
باطن کا ظرف نور معنے سے خالی ہوجاتا ہے
اور اگر ناگاہ غصہ آجائے یا کچھ قصور ہوجائے
کدورت قصور ظاہر ہو اور نسبت کم ہوجائے
تو غسل کرے۔ اگر سرد پانی کی قوت ہو تو
سرد پانی سے غسل کرے کہ اس سے صفائی
خوب ہوتی ہے۔ اور نہین تو گرم پانی سے نہائے
اور پاک کپڑے پہنے۔ اور خالی جائے مین دو
رکعت نماز پڑہے۔ اور کئی بار بہت زور سے
سانس نکالے۔ اور اپنے تئین خلا کرے
اور پھر اوسی طریق گذشتہ سے متوجہ ہو۔ اور
ظاہر مین بھی اپنے حضرت جامع سے عاجزی کرے
اور گڑگڑائے اور بالکل اوس کی طرف متوجہ ہو۔

و بدانند که این حقیقت جامعه مظهر مجموع ذات
و صفات حق ست نه آنکه حق سبحانه
در وے حلول کرده بلکه بمنزله صورت
ست در مرآة پس این تضرع بحقیقت
نزد حق سبحانه و تعالے باشد و بعضے
ازین طائفه علیه قدس الله اسرارهم بجاے
توجه شیخ و نگاهداشت صورت او نگاه
داشت هیئت رقمی کلمهٔ طیبه یا اسم مبارک
الله مے فرمایند خواه آن را در خارج
از خویش بنظر حسن ملاحظه فرمایند خواه
در حوالی دل و سینه تخیل امر کنند و فقیر
ده ساله بود که حضرت خواجه هاشم افاض
الله علینا برکاته چون در دهلی تشریف
آورده بودند فقیر را بکتابت اسم مبارک
الله امر فرمودند بعد از مدتے تخیل
اسم مبارک در حوالی دل مامور شدم
بسیار غیبت و بیخودی روے میداد
که اصلاً گنجایش خطره دیگر نمی شد و خیلی
لذت و اطمینان قلب یافته می شد
و من لم یذق لم یدر مثلے مقرر ست
پوشیده نماند که لفظ نسبت و لفظ یار
دو کلمه است که در عبارت و اشارات
خواجگان قدس الله تعالے ارواحهم
بسیار واقع شده است گاهے نسبت
گویند مراد ازان طریقه و کیفیت مخصوصه

اور یہ جان لے کہ یہ حقیقت جامع مظہر ہے مجموع
ذات وصفات حق کا۔ نہ یہ کہ حق سبحانہ نے
اوسمین حلول کیا ہے۔ بلکہ بمنزلہ صورت کے ہے
آئینہ مین۔ پس یہ تضرع درحقیقت حق سبحانہ
تعالی سے ہے۔ اور بعضے اس طائفہ علیہ کے
بزرگ قدس اللہ اسرارہم بجائے توجہ شیخ کے
اور اوسکی صورت کی نگاہداشت کی رقمی ہیئت
کلمہ طیبہ کے۔ یا اسم مبارک اللہ کے فرماتے ہین
خواہ اوسکو خارج مین۔ اپنے سے حسن نظر سے
ملاحظہ کرین۔ خواہ گرد دل کے اور سینہ کے
خیال سے امر فرمائین۔ اور یہ فقیر دس برس کا
تہا کہ حضرت خواجہ ہاشم افاض اللہ علینا برکاتہ
جب دہلی مین تشریف لائے تہے۔ فقیر کو فرمایا
اللہ اللہ لکہا کرو ایک مدت کے بعد فرمایا۔
دل کے گرداگرد خیال سے لکہا کرو۔ بہت غیبت
اور بیخودی ظاہر ہوتی تہی۔ کہ ہرگز کسی
خطرہ کو گنجایش نہ تہی اور نہایت ہی اطمینان
قلب حاصل ہوتا تہا۔ (جس نے نہین
چکہا وہ کیا جانے)۔ ایک مثل مشہور
مقرر ہے۔ پوشیدہ نرہے کہ نسبت کا
لفظ اور یار کا لفظ دو کلمہ ہین کہ خواجگان
قدس اللہ اسرارہم کے عبارت و اشارت
مین بہت واقع ہوئے ہین۔ کبہی نسبت
کہتے ہین۔ اور اس سے مراد طریقہ
اور کیفیت مخصوصہ

ومعموره این طائفه علیه دارند و گاهے
صفت غالب و ملکه نفس کشی ارادت
کنند و گاهے بار گویند و مراد گرانی
بے نسبتے دارند چنانکه فلان بارے
آورد یا فلان مارا در بار ساخت و وقتے
که بکسے ملاقات کنند که بطریقه ایشان
مناسبتے نداشته باشد و از نسبت
او متاثر شوند اگرچه آن کس از اهل سلوک
یا اهل علم و تقوی باشد زیرا که نسبت
این عزیزان فوق نسبتها ست و هرچه
غیر آن ست بار خاطر ایشان ست و
گاهے لفظ بار گویند و ازان مرضی و
غرضے اراده کنند چنانکه گویند فلان
بار فلان برداشت یا فلان بار فلان
انداخت مراد ایشان رفع مرض یا حواله
مرض باشد و مخفی نماند که رفع مرض
و حواله مرض اکثر در طریقه خواجگان ست
قدس الله اسرارهم و حضرت خواجه عبید الله
احرار قدس سره فرموده اند که آنچه از
اکابر خانواده خواجگان قدس الله ارواحهم
منقول ست که در بار مردم مے آیند
یکے از دو صورت مے تواند بود یکے
آنکه وقتے که آشنائی و عزیزے را
مرضے و ملالتے یا ابتلا بمعصیتے عارض
مے شود ایشان طهارت مے سازند و

اور معہودہ اس طائفہ علیہ کی ہوتی ہے
اور کبھی اوس سے مراد صفت غالب اور
ملکہ نفس کشی کا ہوتا ہے - اور کبھی بار کہتے
ہین - اور بے نسبتی کی گرانی مراد ہوتی ہے
جیسے کہتے ہین - فلان بار سے آورد یا فلان
مارا در بار ساخت جس وقت کسی ایسے سے ملاقات
کرتے ہین - جو انکے طریقہ سے مناسبت نہ
رکھتا ہو اور اسکی نسبت سے اون کو اثر ہو
اگرچہ وہ شخص اہل سلوک یا اہل علم و تقوی
ہو - اسواسطے کہ ان عزیزون کی نسبت سب
نسبتون سے فوقیت رکھتی ہے - اور جو انکی
نسبت کے سوا نسبت ہو وہ انکی بار خاطر ہے
اور کبھی لفظ بار کہتے ہین اور اوس سے کوئی
مرض یا کوئی غرض ارادہ کرین جیسے کہین فلان بار
فلان بر داشت یا فلان بار بر فلان انداخت تو
اس سے انکی مراد رفع مرض یا حوالہ مرض ہوتی ہے
اور پوشیدہ نرہے کہ رفع مرض یا حوالہ مرض اکثر
خواجگان کے طریق مین ہے قدس الله اسرارہم
اور حضرت خواجہ عبید الله احرار نے
نے فرمایا ہے کہ جو اکابر خانوادہ خواجگان
قدس الله ارواحہم سے منقول ہے کہ بار مین
لوگون کے آتے ہین - ایک ان دو صورتون مین
سے ہو سکتا ہے - ایک یہ کہ جب کسی آشنا یا عزیز
کو کوئی مرض یا ملالت یا کسی گناہ مین مبتلا
ہونا عارض ہو جاتا ہے - یہ طہارت کرتے ہین اور

نماز مے گزارند تضرع و زاری کنند و
از حضرت حق سبحانہ و تعالےٰ در
میخواہند کہ او را ازان عارضہ پاک و
مطہر گرداند و صورتے دیگر آن ست
کہ صاحب مصدر آن مرض و یا معصیت
خود را می دانند و بجائے او خود را اثبات
مے کنند و بعد از طہارت و نماز تمام تضرع
و زاری می کنند و بصدق و خلاص توبہ
و انابت مے نمایند و خاطر مشغول میدارند
و ہمت برمے گمارند کہ او را ازان ابتلا تمام
خلاصی و نجاتے میسر میشود و فرمودہ اند در
وقتیکہ یارے و عزیزے بیمار ست او را
بہمت مددگارے کردن بسیار خوب ست
مدد بر دو نوع ست یکے ہمت تمام مے
مصروف باشد کہ مرض مرتفع شود دیگر
آنکہ در وقت مرض تفرقہ خاطر بسیار باشد
و بآسانی خاطر جمع مے شود و بہمت مدد
مے فرمایند کہ تفرقہ خاطر مرتفع میشود
یا انچہ مقصود اعلےٰ ست نصب العین
گردد و طریقہ توجہ خواجگان قدس اللہ
تعالیٰ اسرارہم و آن توجہ را التصرف
مے نامند برین وجہ ہست کہ بدل متوجہ
دل طالب شوند و از رہ گذران ارتباط
اتصال و اتحاد سے میان دل ایشان
و باطن آن طالب در نفع می شود و بطریق

نماز پڑہتے ہین اور تضرع و زاری کرتے
ہین کہ خدا تعالیٰ اوسکو اوس عارضہ سے
پاک کرے۔ اور دوسرے صورت یہ ہے کہ وہ مرض یا
معصیت اپنے تئین جانتے ہین اور اسکی جگہ اپنے تئین
اثبات کرتے ہین اور بعد طہارت نماز کے تضرع و زاری
کرتے ہین۔ اور صدق و اخلاص سے توبہ
کرتے ہین۔ اور اللہ سے رجوع ہوتے ہین
اور خاطر کو مشغول رکہتے ہین۔ اور ہمت کرتے
ہین۔ کہ اوس کو اوس مرض یا معصیت سے
خلاصی اور نجات ہو۔ اور فرمایا ہے کہ جب
کوئی یار و عزیز بیمار ہو اسکی مدد ہمت سے
کرنی بہت خوب ہے۔ مدد دو طرح پر ہے
ایک یہ کہ تمام ہمت سے مصروف ہو کہ مرض
دور ہو جائے دوسری طرح یہ ہے کہ بیماری
کے وقت تفرقہ خاطر بہت ہو جاتا ہے اور
آسانی سے خاطر جمع ہوتی ہے۔ ہمت سے مدد کرتے
ہین۔ کہ وہ تفرقہ خاطر جاتا رہے۔ کہ جو مقصود
اعلیٰ ہے وہ نصب العین ہو۔ طریقہ
توجہ خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم
اوس توجہ کو تصرف کہتے ہین اور وہ اس
وجہ پر ہے کہ دل سے متوجہ طالب کے
دل کے ہوتے ہین۔ اور بسبب اوس ارتباط
کے اتصال اور اتحاد ان کے دل مین
اور اوس طالب کے باطن مین واقع
ہوتا ہے۔ اور بطور۔ ٭ ٭ ٭ ٭

انعکاس از دل ایشان پرتو به باطن
مستفید تابد و این صفتی ست که ناشی
از استعداد ایشان ست که بطریق انعکاس
در آئینه استعداد آن طالب ظاهر شده
اگر این ارتباط متصل شود آنچه بطریق انعکاس
حاصل شده بود صفت دوام پذیرد
و تبیین شرائط تصرف و دقایق آن
و تفصیل روش آن بگفتن مرشد تعلق
دارد و منقول ست از حضرت خواجه
محمد یحیی پسر حضرت خواجه عبید الله
احرار قدس الله تعالی سرہما که ارباب
تصرف بر انواع اند بعضی ماذون و مختار
که باذن حق سبحانه و تعالی و باختیار
خود هرگاه که خواهند تصرف کنند و
او را بمقام فنا و بیخودی رسانند و بعضی
دیگر از آن قبیله اند که با وجود قوت
تصرف جز بامر غیبی تصرف نکنند تا از
پیشگاه مامور نشوند بکسی توجه نکنند و
و بعضی دیگر آن چنانند که گاه گاه صفتی
و حالتی برایشان غالب شود و در غلبه
آن حال در باطن مریدان تصرف کنند و از
حال خود ایشان متاثر سازند پس کسی که
نه مختار بود و نه ماذون و نه مغلوب
از وی چشم تصرف نباید داشت

عکس سے ان کے دل سے طالب کی باطن
پہ پرتو اپڑتا ہے اور یہ ایک ایسی صفت ہے
کہ اونکی استعداد سے ظاہر ہوئی ہے کہ بطریق
عکس کے طالب کے استعداد کے آئینہ میں ظاہر
ہوئی ہے۔ اگر یہ ارتباط متصل ہو۔ تو جو
بطریق عکس کے حاصل ہوا تھا صفت دوام
ہو جاتا ہے اور بیان شرائط تصرف کا اور
اوسکے دقیقہ اور تفصیل اوسکی روش کی مرشد
کے کہنے سے متعلق ہے۔ اور منقول ہے حضرت
خواجہ محمد یحیی صاحبزادے حضرت خواجہ عبید اللہ
احرار قدس سرہما سے۔ کہ اہل تصرف بہت طرح
کے ہیں۔ بعضے ماذون و مختار ہیں کہ حق سبحانہ
تعالی کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب
چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔ اور اوسی مقام
فنا اور بیخودی میں پہنچا دیتے ہیں اور بعضے
اوس قسم کے ہیں کہ باوجود قوت تصرف کے
سوائے امر غیبی کے تصرف نہیں کرتے جبتک اوپر
سے امر نہو کسی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور بعضے
ایسے ہیں کہ انپر کبھی کبھی ایک صفت اور ایک حالت غالب
ہو جاتی ہے اوس حال کے غلبہ میں مریدوں کے
باطن میں تصرف کرتے ہیں اور اپنے حال
کا اون میں اثر پیدا کرتے ہیں۔ تو جو نہ مختار
ہو۔ نہ ماذون ہو۔ اور نہ مغلوب اوس
سے تصرف کی امید نہ رکھنی چاہیئے۔

# رسالہ شریفہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے برادر عارف ہمہ کارہائے نیک میکند
بے آنکہ خواہشی درمیان باشد و از کارہائے
بد اجتناب میکند بے آنکہ منکر کار بد باشد و
باہمہ کس مے آمیزد بے آنکہ تعلق خاطر بود و از
ہمہ جدا ست بے آنکہ نفرتے باشد خدا را عین ہمہ داند
و در ہمہ بیند بے آنکہ ہیچ یکی را خدا گوید و خدا را در
ہمہ یابد بے آنکہ دوئی درمیان آید مشرب عارف از
ہمہ مشربہا جدا ست بے آنکہ مشرب ہیچکس را مشرب خود
داند و بہمہ مشربہا بر می آید بے آنکہ آلودہ مشربے گردد
خدا را میخواند بے آنکہ دردمند بود و از خدا گاہے غافل
میشود بے آنکہ این غفلت غیر حضور باشد در عین غفلت
حاضر ست و در عین حضور غافل شہود عارف در نسیان
زیادہ از شہود ست . در مظاہر دیگر بمتابعت محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عارف در ہمہ شیوہا و در ہمہ کارہا
لذت تمام دارد و بے الم و در ہمہ المہا لذت کلی دارد
بے لذت عارف ہم حق ست و ہم خلق خدا را عین بندگی
میباید و بندگی را عین خدا و نہ بندگی کاری دارد
نہ با خدا کہ حقیقت او بالاتر از بندگی و خدا ست اگر
از عارف پرسی کہ ہیچ میدانی گوید نمی دانم و نمی یابم و اگر
گوئی کہ ہیچ چیز مجہول تو ہست مقصود تو ہست گوید ہیچ
چیز مجہول و مقصود من نیست ہمہ معلوم نیست و موجود
در ست و عارف ہمہ دارد و ہیچ ندارد کار عارف ہمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے برادر عارف وہ ہے جو بغیر کسی خواہش کے سب اچھے کام کرتا
ہے اور سب بُرے کاموں سے پرہیز کرتا ہے حالانکہ کسی برے
کام کا منکر نہیں ہوتا اور سب لوگوں سے ملتا جلتا ہے
حالانکہ کچھ تعلق نہیں رکھتا اور سب سے جدا ہوتا رہتا
رہتا ہے باوجودیکہ کچھ نفرت نہیں ہوتی اور خدا
تعالی کو ہر چیز کا عین جانتا ہے اور ہر ایک چیز
میں دیکھتا ہے باوجودیکہ کسی کو خدا نہیں کہتا اور خدا تعالی کو
سب کا غیر سمجھتا ہے حالانکہ غیریت کا قائل نہیں ہوتا عارف
کا مشرب سب مشربوں سے نرالا ہے وہ کسی مشرب کو اپنا مشرب نہیں
جانتا اور سب مشربوں کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے وہ کسی مشرب سے ملتفت نہیں
خدا کو پکارتا ہے حالانکہ اسکی دردمندی نہیں کرتا - اور خدا سے کبھی غافل
بھی ہوتا ہے باوجودیکہ یہ غفلت غیر حضوری نہیں ہوتی وہ عین غفلت میں
حاضر رہتا ہے اور عین حضوری میں غافل - عارف کی حضوری بھول میں زیادہ
ہوتی ہے بہ نسبت حضوری اسکی ظاہر ہونے کے بلکہ نہیں عارف اتباع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میں سب اور کاموں کے اندر پورا لذت پاتا ہے کچھ تکلیف
نہیں اٹھاتا - اور سب تکلیفوں میں کبھی لذت پاتا ہے اور کبھی لذت
نہیں ہے عارف خدا بھی ہے اور مخلوق بھی خدا کو عین بندگی جانتا ہے
اور بندگی کو عین خدا اور بندگی سے کچھ کام نہیں رکھتا اور نہ خدا سے
کیونکہ اسکی حقیقت اس کی بندگی سے بہت بڑھ کر ہے اگر عارف سے پوچھیں کہ تو کچھ
جانتا ہے تو جواب دیگا کہ کچھ خبر نہیں اور نہ مجھکو کچھ معلوم ہے اور جو کوئی اس سے
پوچھے کہ کوئی چیز ایسی بھی ہے جو تیرا مقصود ہے اور تو اسکو نہیں جانتا اور
جواب دیگا کہ ایسا نہیں بلکہ سب چیزیں مجھے معلوم ہیں اور مجہول بھی

خود در خدا اوست حیرت و در حیرت هیچ فکر و اندیشه
ندارد خود بیخود ست و خود از خود ست و خود لبوی
خود ست و اختیاری درمیان نی و هر چه در عالم واقع است
نه خواهست عارف ست و نه بیخواهست عارف و نه
مقصود عارف مراد عارفست عارف نامی بیش نیست بلکه
عین معروفست معروف هم اسمی بیش نیست بلکه بیان عارفست
و هر دو نام و همی بیش نیست گو عارف و گو معروف است
حقیقت حال که هیچ حقیقتی ندارد اینست انتهای معرفت که
عین حیرت و جهل ست کجا معرفت و گو حیرت که هر دو در حقیقت
ذات عارف ست کم آنچه از عارف معلوم
ست عین واقف ورا وفاست باقی همه
اوست که هم معلوم و هم مجهول ست و نه
معلوم و نه مجهول عارف چون از حساب
مکان و زمان برآمده است دنیا و آخرت
او را یکی ست و بهشت و دوزخ یکی بشنو
که مجمل سخن گفته می شود درین وقت گنجایش
تفصیل نیست مجمل آنکه خدا را یاد کن بی
آنکه خدا را ببینی خودسازی و خود را فراموش
کن بی آنکه از خود غافل گردی و عمل شریعت
بکن بی آنکه غرض و مطلب داشته باشی
و کار ناپسند ممنوع منمائی بی آنکه نفرتی
و تنگی از آن در خود یابی و از صفات
حسنه و حمیده کسب نما بی آنکه با آنها
تعلقی داشته باشی راضی باش بهر چه
واقع شود و از لذت شرعی بهره مند شو

معرفت خدا اور حیرت پر مبنی ہیں وہ کچھہ فکر
اور اندیشہ کرتا ہے نہیں ایسی میں رہتا ہی
ہے اور نہیں بھی ہے اور آپ آپہی کی طرف ہی
ہے - اور کچھہ کام بہی نہیں کرتا - اور جو کچھہ دنیا
میں ہے نہ عارف کے چاہنے سے پیدا ہوا اور نہ بے
چاہے اور نہ عارف آسے چاہتا ہے - عارف
کی مراد عارف کہواتا نہیں بلکہ جسکا وہ عارف
ہو - اور درحقیقت جسکا وہ عارف ہوا وہی
خود عارف ہے اور کیا یہ دونو نام برے وہمی
معلوم دیتے ہیں خواہ عارف ہو یا جسکا وہ عارف
ہوا - یہی ہے حال کی حقیقت جو کچھہ حقیقت ہی نہیں
رکہتا - اور یہی ہے معرفت کی انتہا جو ٹہیک حیرت اور
جہالت ہے کہان ہے معرفت اور کہان ہے حیرت کہ
حقیقت دونو عارف کی ذات ہے جو کچھہ عارف کو معلوم
درحقیقت اسکا پورا کرنا ہی ہے باقی سب وہی ہے جو معلوم
بہی ہے غیر معلوم بہی اور جو معلوم بہی نہیں اور غیر معلوم
بہی نہیں جب وہ مکان اور زمان کی حساب سے چہٹی پا چکا تو
اسکے لئے دنیا اور آخرت بہشت دوزخ سب ایک ہی ہے ایک
بات جو مجملا بیان کیجاتی ہے تو اوسے سن کیونکہ اسوقت تفصیل
کی گنجایش نہیں اور وہ یہ ہے کہ خدا کو یاد کر اور اسکو بت بنا
اور اپنے تئیں بہول جا حالانکہ اپنے سے غافل مت ہو اور
شریعت پر عمل کر لیکن اوس سے کچھہ غرض اور مطلب نہ رکہہ
برے کام مت کر اور اوس سے کچھہ نفرت اور شرم نکر اچھی اچھی صفتیں
عادتیں اختیار کر باوجودیکہ اوسے کچھہ تعلق نہ رکہتا ہو جو کچھہ وقوع
میں آتا ہو اسپر راضی رہ شریعت کی لذتوں سے فائدہ اٹہا

پس ای آنکه غافل باشی از ظهور حقیقت ... دعوی معرفت داشته باشی یا بشهود ... حاضر باشی نه غافل نه بنده باشی نه خداوند نه هست باشی نه نیست متابعت محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم لازم دار پس ای آنکه محمد را غیر حق دانی یا حق را منحصر دانی در محمد بدانکه محمد حق است و حق محمد حق حق محمد محمد است محمد نیست کمال کمال والله اعلم بحقیقة الحال وهو الحقیقة الحال —

اور اون سے غافل ہے اور جو ایسی حقیقتیں ظاہر ہوں تو انکی معرفت اور حضوری کا دعوی مت کر نہ غافل ہو اور نہ حاضر نہ غلام بن اور نہ آقا اپنے تئیں نہ موجود تصور کر اور نہ معدوم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع لازم جان اور اپنے آپکو خدا کا غیر مت سمجھ اور خدا کو محمد کے اندر منحصر کر ۔ جان تو کہ محمد خدا نہیں اور خدا محمد ۔ خدا خدا خدا ۔ محمد محمد محمد ... یہی ہے کمال کا کمال اور اللہ زیادہ جانتا ہے حقیقت حال کو اور وہی ہے حال کی حقیقت ۔

## ضروری گزارش

ہر خاص و عام کی خدمت میں ملتجی ہوں کہ یہ عجیب و غریب متبرک رسالہ یعنی ارشادات ... در طریقہ حضرات نقشبندیہ مع رسالہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ با ترجمہ اردو جملہ حقوق بحق مطبع محفوظ ہیں اور نیز بموجب قانون بستم ۱۸۶۷ء اس کی رجسٹری با ضابطہ ہو چکی ہے لہذا کوئی صاحب اسکے کل یا جزو چھاپنے یا چھپوانے کے مجاز نہیں ۔ الا میری تحریری اجازت سے ان حضرات کو جسقدر جلدیں مطلوب ہوں بادائے قیمت احقر سے طلب فرما لیویں

المشتہر

خادم العلما والفقرا احقر ظہیر الدین سید احمد ولی اللہی نبیرہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مالک و مہتمم مطبع احمدی واقعہ عقب کالان محل اندرون مدرسہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ

تمت

۳۲۹۶۱ مقابلہ شد

# اطلاع ضروری

احقر نے ارادہ مصمم کیا ہے

کہ اپنی خاندان کی تمام بزرگوں

کی تصانیف جو میرے پاس قلمی موجود ہیں اور ابھی تک چھپے نہیں مع ترجمہ اردو کے عام اور

سلیس جو ان کے سامنے ہیں ڈھال ڈھال کر یکے بعد دیگرے عام میں شائع کروں گا کیونکہ آجکل ہر

شہر و امصار اور کوچہ و بازار اور خاص و عام میں جن مسائل میں وہ اختلاف اور شور و فساد ہی کہ جسکی تفصیل

اسوقت نہیں ان حضرات کی تصانیف کا مع ترجمہ اردو کے شائع کرنا بہت مفید اور مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ

خدا کے فضل سے نادر تصانیف مع اردو ترجمہ کے چھپنی شروع ہو گئی ہیں جنکے نام فہرست مطبوعہ میں موجود ہیں ہر

شخص کی فرمایش اور درکار کثرت سے چھپے ہیں مطبع احمدی متعلقہ مدرسہ عزیزی دہلی سے فوراً روانہ کیجاتی ہے اور ان حضرات کی

تصانیف شائع کرنی اور مطبع اور اسکے متعلق کتب خانہ اسلامیہ جسمیں ہر علم و فن کی کتابوں کا عربی، فارسی، تصوف وغیرہ میں کافی

ذخیرہ موجود ہے جاری کرنے سے دو فائدہ بہت بڑے سوچے ہیں اول تو جناب عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب

اور انکے شریف خاندان کی عظیم الشان بزرگوں کی مزارات جو ناگفتہ بہ حالات میں پڑے ہوئے ہیں اور اکثر حصہ مزارات کا نزول

میں آیا ہوا ہے انکی درستی اور مسجد اور احاطہ او مقبرہ میں مدد کیجاوے اور دوسرا اخروی فائدہ بھی نظر آتے ہیں بشرطیکہ عشق اور

عزم شامل ہو تو فی نظر وقت دیکھا جاتا ہے ہر اہل اسلام اور خصوصاً معتقدین و متوسلین خاندان کو کم از کم اسقدر تو ضرور

امداد فرمانی چاہیئے کہ مطبوعہ تصانیف کی خریداری اور آئندہ تصانیف جو زیر طبع ہیں خریداروں کی فرمایش کی

فہرست میں اپنا اور اپنے دوست احباب کا نام نامی درج کرا دیں اور ایسے ضروری کام میں شرکت

اور امداد فرما کر ہمدردی ظاہر فرماویں وَاللّٰهُ لَا یُضِیعُ اَجرَ

المُحسِنِینَ اگر قوم نے خدمت اور قدر

اور حوصلہ افزائی کی تو علاوہ جملہ عظیم کے حضرات کی

کل تصانیف شائع اور قبرستان اور مسجد کی حفاظت و درستی معقول طور پر ہو جائیگی اور جس قسم کی کتابیں چاہیں صاحب

خادم العلماء والفقراء الملتجی الی اللہ الصمد ظہیر الدین سید احمد ولی اللہی مالک و مہتمم مطبع احمدی و دوکان اسلامیہ دہلی دریبہ کلاں